بسم اللہ الرحمن الرحیم

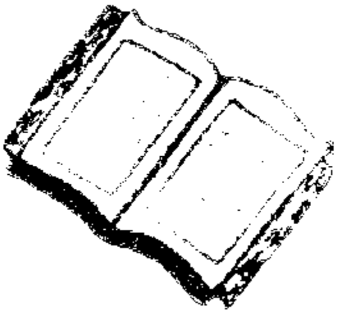

جمال و حسن قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

فون ٦٩٢

الفرقان

ربوہ

"مذاہبِ عالم پر اک نظر"

ستمبر ۱۹۷۵ء

مدیر مسئول
ابوالعطاء جالندھری

سالانہ اشتراک

پاکستان — دس روپے
بیرونی ممالک [illegible]
بیرونی ممالک [illegible]
فی پرچہ قیمت [illegible] روپیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلحاء و اولیاء کا زریں اصل

؎ کس بنظر یار صدیقے نہ شد
تا بنظر غیر زندیقے نہ شد

ماہنامہ الفرقان ربوہ

فون نمبر ۶۹۲

جلد ۲۵ ★ شمارہ ۹

ستمبر ۱۹۷۵ء

رمضان المبارک ۱۳۹۵ ہجری قمری ○ تبوک ۱۳۵۴ ہجری شمسی

ایڈیٹر

ابوالعطاء جالندھری

○

مجلس تحریر

صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ——— ربوہ
مولانا دوست محمد صاحب شاہد ——— ربوہ
خان بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لنڈن
16. Gressenhall Road London S.W.18
مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے جاپان
P.O. Box 1482 C: P.O. TOKYO.

○

قیمت : ایک روپیہ

اسلامی سال کے بہار آفریں ایام

رمضان المبارک خاص مقبول دعاؤں کا مہینہ ہے

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے سلسلہ میں فرمایا ہے :۔

"وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۔" (البقرۃ ع ۲۳) اے رسول! ان دنوں میں میرے بندے جب تجھ سے میرے بارے میں پوچھیں تو تُو انھیں کہہ دے کہ میں بہت نزدیک ہوں۔ میں سچے دل سے دعا کرنے والے کی دعاؤں کو ضرور قبول کرتا ہوں۔

ان ایام میں اللہ بھی بندوں کے بہت قریب ہوتا ہے اور بندوں کے دل بھی والہانہ انداز میں اس کی طلب میں بے قرار ہوتے ہیں اس لئے یہ دن قبولیت دعا کے خاص دن ہوتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے ذمہ تمام الٰہی جماعتوں سے بڑھ کر اہم اور وسیع کام لگایا گیا ہے۔ اس دہریت کی آماجگاہ اور مادیت سے بھرپور ساری دنیا میں خدا کی توحید کو قائم کرنا۔ اسلام کی صداقت کو پھیلانا، سرورِ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے زندہ دین کو کونے کونے میں قائم کرنا انتہائی مشکل کام ہے اور پھر اس کے رستہ میں اپنوں اور بیگانوں کی طرف سے کھڑی کی ہوئی روکاوٹوں اور دی جانے والی اذیتوں اور تکلیفوں کے تصور سے انسان اپنے آپ کو سراسر لاچار پاتا ہے اور سوائے آستانہ ایزدی پر گر کر اس کی نصرت خاص اور تائید بے پایاں کو حاصل کئے بغیر کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔

آیئے! ہم سب ان مبارک ایام میں روحانی کیفیت کو پیدا کر کے عاجزانہ دعاؤں سے اپنے رب کریم کی خاص نصرت کو حاصل کریں۔ وہ خود اسلام کو غلبہ عطا فرمائے اور دین حق کی غیر معمولی تائید فرمائے

اللّٰھم آمین!

○

اداریہ

تعزیرات

اہلِ حق کو اسی طرح ابتلاؤں اور امتحانوں سے گزرنا پڑتا ہے جس طرح سونے کو کندن بننے کے لئے کٹھالی کے مرحلہ سے گزرنا ضروری ہوتا ہے۔ ایک سال قبل احمدیوں کے عقیدہ و ایمان کے برخلاف، ان کی طرف غلط عقائد منسوب کر کے، جو ترمیم آئینِ پاکستان میں کی گئی تھی۔ جس کے رُو سے عشقِ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم میں فنا ہونے والے وجود حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو کافر اور دجّال قرار دے کر اُسے اور محبتِ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم میں گداز ہونے والے احمدیوں کو آئین کی نظر میں غیر مسلم قرار دے دیا گیا تھا۔ یہ بہت بڑا اقدام تھا جو جمہوریت اور آزادیٔ ضمیر کی نام لیوا حکومت سے اٹھوایا گیا۔

ہمارا خیال تھا کہ کچھ خدا ترس لوگ احمدیوں پر اس زیادتی کے بارے میں سوچیں گے کہ احمدیوں کی طرف وہ عقیدہ کیوں منسوب کیا جاتا ہے جسے وہ نہیں مانتے۔ اگر کوئی تفسیر یا تعبیر کا اختلاف ہے تو وہ کس فرقہ اور کس جماعت میں نہیں ہے؟ مگر آہ! ۳۶۵ دن بیت گئے لیکن کوئی اچھے آثار نظر نہیں آئے بلکہ اب **تعزیرات** کا سوال پیدا کیا جا رہا ہے۔

مدیر نوائے وقت لاہور اپنے اداریہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

> "سب سے زیادہ اہمیت آئینی ترمیم کے مطابق ضابطۂ تعزیرات میں تبدیلی کو حاصل تھی جس کے لئے مسودۂ قانون کو قومی اسمبلی میں پیش ہوئے کئی ماہ ہو چکے ہیں اور یہ امید کی جاتی ہے کہ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں اسے منظور کر لیا جائے گا۔ ضابطۂ تعزیرات میں یہ ترمیم ہو جانے کے بعد مسلمانوں کے دیرینہ اضطراب کے خاتمہ کی مثبت اور مؤثر صورت پیدا ہو جائے گی اور قادیانیوں کی موجودہ خوش فہمی اور ان کے ترجمانوں کی دیدہ دلیری کا سلسلہ بھی ختم ہو جائے گا۔"
>
> (نوائے وقت لاہور۔ ۸ ستمبر ۷۵ء)

قرآن پاک نے اہلِ حق کو بار بار صبر و استقامت کی جو تلقین فرمائی ہے وہ مخالفین کی ان **تعزیرات** کی وجہ سے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں کی جماعتوں کی حالت یہاں تک پہنچ جاتی ہے:۔

"وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ۔ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔"
(البقرہ ع ۲۶)

کہ ان پر مخالفت کے شدید زلزلے آتے ہیں۔ یہاں تک کہ رسول اور مومن پکار اٹھتے ہیں کہ خدا کی نصرت کب آئے گی؟ تب آسمانی آواز آتی ہے کہ آگاہ رہو کہ الٰہی نصرت بالکل قریب ہے۔

احمدیوں نے دلائل و براہین اور آسمانی نشانات و برکات کو دیکھ کر ہی اسلامی اور قرآنی عقائد کو قبول کیا ہے۔ جو احمدیت پیش کرتی ہے۔ ان کے بارے میں اگر آپ لوگ دلیل و برہان کی بجائے تشدد اور تعزیرات سے کام لے کر احمدیت کو مٹانا چاہتے ہیں۔ احمدیوں کی آزادیٔ ضمیر کو سلب کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی۔ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ معاملہ خدائے ذوالجلال کے سپرد ہے۔

خدا کے برگزیدہ مسیح موعودؑ نے ستر سال پیشتر یہ خبر اور یہ ہدایت اپنے پیروؤں کو دے دی تھی۔ تحریر فرمایا کہ:-

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٔ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔"

(الوصیّت صفحہ ۱۰)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ!

○

قومی اسمبلی کی کارروائی کی ایک جھلک

روزنامہ نوائے وقت کی اشاعتِ خاص پر سرسری تبصرہ

روزنامہ نوائے وقت لاہور نے ۱۳ ستمبر ۱۹۷۵ء کو اپنی "اشاعت خاص" شائع کی ہے جس کے عنوان (۱) "۷ ستمبر۔ ایک یادگار دن" (۲) "قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا" ہیں۔ قومی اسمبلی کا ترمیم کے متعلق اس شمارہ میں لکھا گیا ہے کہ:-

"قومی اسمبلی نے تقریباً دو ماہ تک قادیانیوں کے ۹۰ سالہ پرانے اور نازک مسئلہ پر غور کیا۔ اس نے اپنے ۲۸ اجلاسوں میں ۹۶ گھنٹے غور و فکر کرنے، متعلقہ دستاویزات کا جائزہ لینے اور ان پر طویل جرح کرنے کے بعد سفارشات پیش کی تھیں۔ کمیٹی کے سامنے ربوہ جماعت کے سربراہ نے ۴۲ گھنٹے اور پچاس منٹ تک شہادت قلمبند کرائی اور ان کا بیان گیارہ دن تک جاری رہا۔"

اس اجمال کی مختصر تفصیل یوں ہے کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ان کے امام سیدنا حضرت الحافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کو قومی اسمبلی کی کمیٹی میں اپنی شہادت پیش کرنے کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ حضور مقررہ ایام میں اسمبلی ہال میں تشریف لے جاتے رہے۔ حضور کے ہمراہ حکومت کی منظوری کے مطابق چار افراد بطور وفد تشریف لے جاتے تھے (۱) محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر (۲) محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (۳) محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد (۴) خاکسار ابوالعطاء جالندھری۔

اجلاس کے ایام میں مختلف اوقات میں وقفہ وقفہ کے ساتھ شہادت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ درمیانی وقفہ میں وفد کے ٹھہرنے کے لئے اسمبلی کی عمارت میں انتظام موجود تھا۔ جب کمیٹی کا کورم پورا ہو جاتا تھا تو اطلاع ملنے پر حضور ایدہ اللہ بنصرہ اپنے وفد کے ساتھ اسمبلی ہال میں تشریف لے جاتے تھے۔ دروازہ سے داخل ہوتے وقت حضور بآوازِ بلند السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے اور پھر ہم پانچوں مقررہ جگہ پر مقررہ کرسیوں پر بیٹھ

جاتے۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ کی کرسی درمیان میں ہوتی تھی اور ہم چاروں میں سے دو حضور کے دائیں طرف اور دو بائیں طرف بیٹھتے تھے۔ ہمارے سامنے حاضر ارکان اسمبلی بیٹھے ہوتے تھے۔ سپیکر صاحب بطور چیئرمین اور سیکرٹری صاحبان ہمارے پیچھے بلند جگہ پر بیٹھتے تھے۔ لاؤڈ سپیکر کا ایسا انتظام تھا کہ آواز سارے ہال میں پہنچتی تھی اور ریکارڈ ہوتی تھی۔ ہر اجلاس سے واپسی کے وقت بھی ہمارے امام ہمام ایدہ اللہ بنصرہ اور ہم السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر ہال سے نکلتے تھے۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے بطور امام جماعت احمدیہ پہلے وہ مطبوعہ بیان پڑھ کر سنایا جو جماعت کی طرف سے طبع کرا کر اسمبلی میں داخل کیا گیا تھا۔ اور ہر رکن اسمبلی تک پہنچایا جا چکا تھا یہ بیان قریباً دو صد صفحات پر مشتمل تھا اور نہایت مدلّل اور موثر بیان تھا۔ اور پھر جس مخلصانہ اور محبانہ انداز میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے وہ مضمون پڑھ کر سنایا اس کا خاص اثر تھا۔ یہ بیان کئی دنوں میں ختم ہوا۔ اس بیان میں بڑی تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے بانی علیہ السلام نے جماعت کو قرآن مجید کی روشنی میں جملہ ایمانیات پر ایمان لانے کی تاکید فرمائی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرنے کا حکم دیا ہے۔ بلکہ یہاں تک فرمایا ہے کہ جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے قرآن پاک کی آیات، احادیث نبویہؐ، لغت عربی کے حوالہ جات اور بزرگان امت کے اقتباسات کی روشنی میں خاتم النبیین کا مفہوم ایسے واضح رنگ میں بیان ہوا ہے کہ بجز تسلیم کوئی چارہ نہیں۔ اس مطبوعہ بیان میں جماعت کے حالات اور اسلامی خدمات کا بھی مفصل تذکرہ ہے۔ غرض یہ بیان اپنی ذات میں ایک مکمل دستاویز ہے۔ اراکین اسمبلی کو اس مطبوعہ بیان کے ساتھ دیگر کتب و رسائل بھی بطور ضمیمہ پیش کئے گئے تھے۔

مطبوعہ بیان کے پڑھے جانے کے بعد جناب اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار صاحب نے حضور ایدہ اللہ بنصرہ سے سوالات دریافت کئے اندازاً تین چار صد کے قریب مختلف النوع سوالات ہوں گے۔ یہ سوالات اٹارنی جنرل صاحب نے ان سوالات میں سے انتخاب کئے ہوئے تھے۔ جو علماء نے انہیں لکھ کر دیئے تھے۔ سیاسی سوالات بھی تھے اور مذہبی بھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ہر سوال کا مفصل اور واضح جواب دیا۔ یہ منظر بھی بہت ایمان افزا تھا۔ اے کاش کہ میں اس کی تفصیل بیان کر سکتا۔ ہمارے مخالف علماء تو اپنے لیکچروں میں غلط سلط باتیں بیان کرتے رہتے ہیں۔ مگر ہم تو اخلاقی طور پر پابند ہیں۔ جب تک خود حکومت اس کارروائی کو شائع نہ کرے ہم بھی اس کو شائع نہیں کریں گے۔ ہاں اتنا بتا دینے میں کوئی حرج نہیں کہ سوال و جواب کا یہ سلسلہ بہت پرکیف تھا اور جب کبھی یہ صحیح طور پر شائع ہوگا سب قارئین اس سے لطف اندوز ہوں گے۔ اور پیش کردہ حوالہ جات کو پڑھ کر سب لوگ ملک نور الحسن صاحب ودّوایم اے کی طرح پکار اٹھیں گے کہ:-

"مرزائیوں نے قومی اسمبلی میں انہیں

پیش کر کے ان مولویوں کی زبان بند کر دی تھی۔"

(اخبار اہلحدیث لاہور ۱۳ر ستمبر ۷۴ء)

اب اگر ہم سے یہ سوال ہو کہ ان حالات کے باوجود فیصلہ احمدیوں کے خلاف کیوں ہوا؟ تو ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ اسے ایک سیاسی راز ہی سمجھئے ورنہ بقول ملک غلام جیلانی صاحب حقیقت تو یہی تھی کہ:۔

"قومی اسمبلی ایسا فیصلہ کرنے کی مجاز نہیں۔"

(نوائے وقت ۲۴ر دسمبر ۷۴ء)

کئی "سربرآوردہ افسروں" کی آج بھی یہی رائے ہے کہ:۔

"قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ **غلط** ہوا ہے۔"

(نوائے وقت ۱۹ر ستمبر ۷۴ء)

ہم چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ہم اسی وقت کچھ لکھیں جب تاریخ اس راز سے خود پردہ اٹھا دے گی۔ اور انشاءاللہ العزیز یہ پردہ اٹھ کر رہے گا۔

ساری دنیا جانتی ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ میرزا غلام احمد قادیانی نے اسلام کی اس زمانہ میں بے مثال خدمت کی ہے ـــــ اپنوں اور بیگانوں نے تحریری طور پر اس کا اعتراف کیا ہے۔ علماء نے آپ پر اور آپ کے ماننے والوں پر لمبا سال سے کفر کے فتوے لگا رکھے ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ ترقی کرتی گئی اور الٰہی سنت کے مطابق احمدی بڑھتے گئے اور علماء کے فتوے بے اثر ثابت ہو گئے۔

تب اشتعال انگیزی کے ذریعہ حکومت کو مجبور کیا گیا کہ احمدیوں کے خلاف فتویٰ کفر دے۔ چنانچہ قومی اسمبلی کی کارروائی شروع کی گئی۔ اسمبلی سے فیصلہ طلب کر کے علماء نے اعتراف کر لیا کہ ان کے اپنے فتوے احمدیت کی ترقی کو روک نہیں سکے۔ پھر جو فیصلہ ہوا ہے اس میں یہ اقرار تو کر لیا گیا کہ

ہم جو چودہ سو سال سے آسمانوں سے عیسیٰ نبی اللہ کے منتظر تھے اور زمین سے الامام المہدی ایسے عظیم مصلح کے لئے چشم براہ تھے وہ ہماری غلطی تھی۔ وہ پیشگوئیاں درست نہ تھیں

اگر ذرا بھی غور کیا جائے تو یہ صورت حال تحریک احمدیت کی عظیم فتح ہے۔ بہرحال قومی اسمبلی کی کارروائی بھی انشاءاللہ تعالیٰ آخرکار حق کی تائید کا ایک بڑا نشان بنے گی۔ وعلی اللہ التکلان نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

○

میرا دین

حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان کا مدلل اور مسکت مقالہ جو علیحدہ پمفلٹ کی صورت میں سفید کاغذ پر شائع ہوا ہے فی مدد بیس پیسے اور فی سینکڑہ بیس روپے۔

(مینیجر مکتبہ الفرقان۔ ربوہ)

وزیر امور مذہبی مولانا کوثر نیازی کے نام کھلا مکتوب

جناب نیازی صاحب!

آپ کو بخوبی علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اَظْلَمُ قرار دیا ہے جو کسی کو مسجد میں ذکر الٰہی سے روکے (بقرہ ع ۱۴) پھر آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ قریش مکہ مسلمانوں کو اختلاف عقیدہ کی وجہ سے حج کرنے اور بیت اللہ میں عبادت کرنے سے منع کیا کرتے تھے۔ (انفال ع ۴) قرآن مجید نے ان کے اس فعل کی مذمت کی ہے۔

اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ آپ نے اپنی پریس کانفرنس میں احمدیوں کو حج بیت اللہ کے لئے جانے سے روکنے کا اعلان کیا ہے اور انہیں منکرین ختم نبوت قرار دیا ہے۔

جناب عالی! آپ کو خوب علم ہے کہ احمدی ختم نبوت کے منکر نہیں ہیں وہ پورے یقین کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ آپ کا یہ اقدام اس قدر بے بنیاد ہے کہ مدیر چٹان شورش کاشمیری کو بھی لکھنا پڑا ہے کہ:۔

"بعض اخبارات نے مولانا کوثر نیازی وزیر امور مذہبی کی اس پریس کانفرنس کو شہ سرخی بنایا ہے کہ ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والوں کو حج کی اجازت نہیں ہوگی ہمارے نزدیک یہ اعلان اس اعتبار سے ادھورا ہے کہ مرزائی اپنی تقریر و تحریر میں حضور کے متعلق خاتم المرسلین ہونے کا یقین دلاتے ہیں لیکن ان کا اندرونہ یہ ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کو ظلی و بروزی نبی سمجھتے اور اپنے بچاؤ کیلئے یہ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کوئی شریعت لے کر نہیں آئے۔"

(چٹان - ۸ ستمبر ۱۹۷۵ء)

جناب عالی! بات تو واضح ہے کہ امت مسلمہ چودہ صدیوں سے مسیح موعود کی منتظر ہے اور اسے غیر تشریعی امتی نبی مانتی ہے یہی مقام جماعت احمدیہ مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا مانتی ہے۔ اس لئے احمدیوں کو ختم نبوت کا منکر قرار دینا سراسر زیادتی ہے ورنہ سارے فرقے ختم نبوت کے منکر قرار پائیں گے۔

جناب عالی! دوسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ حدیث نبوی میں آیا ہے:۔

"عن ابن مسعود لا تقوم الساعة حتّٰی لا یحج البیت" (منتخب کنز العمال صفحہ ۱۳)

کہ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ قیامت سے پہلے ایسا وقت بھی آئے گا کہ حج نہ کرنے دیا جائے گا۔ یہ گویا امام مہدی کے وقت کا ایک خاص نشان ہے۔

جناب نیازی صاحب! کیا آپ احمدیوں کو حج سے روک کر علامات امام مہدی میں سے اس علامت کو خود اپنے ہاتھوں پورا نہیں کر رہے؟ وما علینا الا البلاغ المبین۔

ہست فرقاں روزِ روشن از خدا

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا کلام قرآن مجید کی تعریف میں

ہست فرقاں آفتابِ علم و دیں — تا برندت از گماں سوئے یقیں
ہست فرقاں از خدا حبل المتیں — تا کشندت سوئے ربّ العالمیں
ہست فرقاں روزِ روشن از خدا — تا دہندت روشنی دیدہ ہا
حق فرستاد ایں کلامِ بے مثال — تا رسی در حضرتِ قدس و جلال
داروئے شک است الہامِ خدا — کاں نماید قدرتِ تامِ خدا
ہر کہ روئے خود ز فرقاں درکشید — جانِ اُو روئے یقیں ہرگز ندید
جانِ خود را مے کُنی در خود روی — با زمیانی ہماں کول و غوی
کاش جانت میل عرفاں داشتے — کاش سعیت تخمِ حق را کاشتے
خود نگہ کن از سرِ انصاف و دیں — از گماں ہا کے شود کارِ یقیں
ہر کہ را سوئے تُش درے بکشودہ است — از یقیں نے از گماں ہا بودہ است
قدرِ فرقاں نزدت اے غدار نیست — ایں ندانی کت جز از ذلے بار نیست
وحیِ فرقاں مردگاں را جاں دہد — صد خبر از کوچۂ عرفاں دہد

از یقیں ہا مے نمائد عالمے
کاں نہ بیند کس بصد عالم ہمے

(براہین احمدیہ حصہ سوم)

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں

رجل مومن یکتم ایمانہ کا نعرۂ حق

قرآن مجید میں یہ امر بار بار ذکر ہوا ہے کہ خدا کے نبیوں اور ماموروں پر ان کی قوموں نے ہمیشہ ٹھٹھا کیا ان کو جھوٹا ٹھہرایا۔ ان کے ماننے والوں کو ہر قسم کی اذیتیں پہنچائیں اور ہمیشہ ان کے درپئے آزار رہے۔

آج ہم اس سلسلہ میں قرآن مجید کی سورۃ المومن پارہ ۲۴ سے چند آیات پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ منکرین کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ
فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ ۚ
كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً
وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ
اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ
لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ۝
ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَت تَّأْتِيهِمْ
رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا
فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ
شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ وَلَقَدْ
أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ
مُّبِينٍ ۝ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ
وَقَارُونَ فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ۝
فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْحَقِّ مِنْ عِندِنَا
قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ
آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا
نِسَاءَهُمْ ۚ وَمَا كَيْدُ
الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝
وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ
مُوسَىٰ وَلْيَدْعُ رَبَّهُ ۖ إِنِّي
أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ
أَن يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ ۝
وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي
وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا
يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ وَ
قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ
فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ
أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ

اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
مِنْ رَّبِّكُمْ ۖ وَإِنْ يَّكُ كَاذِبًا
فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۖ وَإِنْ يَّكُ
صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ
يَعِدُكُمْ ۖ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ
مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ○
يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ
ظٰهِرِيْنَ فِي الْأَرْضِ ۖ فَمَنْ
يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَأْسِ اللّٰهِ إِنْ
جَاءَنَا ۚ قَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيْكُمْ
إِلَّا مَا أَرٰى وَمَا أَهْدِيْكُمْ
إِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ○ وَقَالَ
الَّذِيْ آمَنَ يٰقَوْمِ إِنِّيْ أَخَافُ
عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ○
مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ
وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ
وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ○
وَيٰقَوْمِ إِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ
يَوْمَ التَّنَادِ ○ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ
مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ
اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ○

ترجمہ: کیا ان منکرین کو ملک میں پھرنے کا موقع نہیں ملا کہ وہ دیکھ سکتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا تھا حالانکہ وہ اپنی طاقت و قوت اور آثار کے لحاظ سے اس ملک میں ان سے مضبوط تر تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں پر اُن سے گرفت کی اور اللہ کے مقابلہ میں ان کو کوئی بچانے والا نہ ہوا۔ یہ اس لئے ہوا کہ اُن کے پاس اُن کے رسول کھلے نشانات لے کر آتے تھے مگر وہ انکار کرتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے اُن سے مواخذہ کیا۔ اللہ تعالیٰ بہت طاقتور اور سخت عذاب دینے والا ہے۔ یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنے نشانات اور کھلے برہان کے ساتھ فرعون۔ ہامان اور قارون کی طرف بھیجا تھا تب ان لوگوں نے کہہ دیا کہ یہ موسیٰ جادوگر اور بڑا کذاب ہے۔ جب موسیٰ اُن کے پاس ہماری طرف سے واضح صداقت کو لے کر آیا تو ان لوگوں نے فیصلہ کیا کہ موسیٰ پر ایمان لانے والوں کے بیٹوں کو قتل کرو اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھو۔ مگر ان کافروں کی تدبیر بالکل ناکام اور غلط ثابت ہوئی۔ فرعون نے اپنے اراکین اسمبلی سے کہا کہ تم مجھے اجازت دو کہ میں خود موسیٰ کو بھی قتل کر دوں اور وہ اپنے رب سے دعا کرلے جس کی طرف سے ہونے کا وہ مدعی ہے۔ مجھے

خطرہ ہے کہ وہ موسیٰ کہیں تمہارے دین کو خراب نہ کر دے۔ اسے بدل نہ دے یا ہمارے ملک میں فساد برپا نہ کر دے اس مرحلہ میں خدا کے بندے موسیٰؑ نے اعلان کیا کہ لوگو! میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آچکا ہوں۔ ہر متکبر سے جو حساب کے دن پر ایمان نہیں لاتا (بات یہاں تک پہنچی) تو آلِ فرعون میں سے ایک مردِ مومن نے جو قبل ازیں اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا۔ برملا اور بلند آواز سے کہا کہ کیا تم لوگ ایسے مردِ کامل کو قتل کرنے کے درپے ہو جو کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس کھلے نشان لے کر آیا ہے۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا۔ اور اگر وہ سچا ہوا تو تمہیں وہ بعض وعدے ضرور پہنچیں گے جن کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والے اور کذاب لوگوں کو کامیابی کی راہ نہیں دکھاتا اے میری قوم! آج تو تمہاری بادشاہت ہے اور تم ملک میں زمامِ اقتدار سنبھالے ہوئے ہو لیکن سوچو کہ اگر خدا کا عذاب ہم پر آ گیا تو کون ہماری مدد کرے گا؟ فرعون نے جواب میں کہا کہ ساتھیو! میں تمہیں وہی دکھا اور بتا سکتا ہوں جو مجھے نظر آیا ہے اور میں تمہیں کامیابی اور رشد کے راستہ کی طرف ہی راہنمائی کروں گا تب اس مردِ مومن نے کہا کہ اے میری قوم! مجھے ڈر ہے کہ تم پر گزرے ہوئے گروہوں کے عذاب کا دن نہ آ جائے۔ نوحؑ کی قوم کے طریق پر یا عاد اور ثمود قوموں کی طرح یا بعد کے ظالم لوگوں کے طریق پر تم عذاب کا شکار نہ ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر کسی ظلم کا ارادہ نہیں فرماتا لوگ اپنی ہی بداعمالیوں سے مبتلائے عذاب ہوتے ہیں۔ اے میری قوم! مجھے تمہارے متعلق خطرہ ہے کہ شور و غوغا والا عذاب کا دن تم پہ نہ آ جائے جبکہ تم پیٹھ پھیر کر بھاگ رہے ہو گے اور اللہ کے مقابلہ میں کوئی تمہیں بچانے والا نہ ہو گا یاد رہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ قرار دے کر ہلاک کرنے کا فیصلہ کر دیتا ہے اسے کوئی ہدایت دے کر بچانے والا نہیں ہے۔

(المؤمن ع ۳-۴)

قرآن کریم کی یہ آیات خاص توجہ اور تدبر سے پڑھنی چاہئیں۔ خدا کے برگزیدہ کو کمزور اور بے سہارا سمجھ کر قتل کرنے کا فیصلہ کرنا اور اس کے ساتھی مومنوں کو عذاب دینے کیلئے تجاویز پاس کرنا تو آسان ہے مگر خداوند ذوالجلال کی گرفت سے بھی ڈرنا چاہئے کیا اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی سلطنت کو اپنے بندے موسیٰ علیہ السلام اور کمزور مومنوں بنی اسرائیل کی وجہ سے تہس نہس نہیں کر دیا تھا؟ کیا آج وہ زندہ خدا اپنی طاقتوں اور قدرتوں کے جلوے

مقامِ عبرت

ایک سال اور چار ہولناک حادثات

ستمبر ۷۴ء سے ایک سال کے اندر اندر ہمارے عزیز وطن پاکستان اور دنیائے اسلام کے لئے چار نہایت عظیم، ہولناک و رعبرتناک حوادث ظاہر ہوئے ہیں۔

اوّل : میدانِ حشر کا نظارہ

۲۸ر دسمبر ۱۹۷۴ء کو ضلع سوات اور ضلع ہزارہ میں خطرناک زلزلہ آیا۔ لکھا ہے کہ:-

(الف) "گاؤں کے گاؤں اور بستیوں کی بستیاں پیوندِ زمین ہو گئی ہیں۔ زلزلہ نہیں قیامتِ صغریٰ تھی۔" (چٹان لاہور - ۳ر فروری ۷۵ء)

(ب) "وادی فرا قرم کا بیشتر علاقہ میدانِ حشر کا اندوہناک منظر پیش کر رہا ہے اور یہاں کھنڈرات، لاشوں اور زخمیوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔" (مشرق لاہور - ۶ر جنوری ۷۵ء)

(ج) "صوبہ سرحد کے بعض نواحی علاقوں میں جو قیامت خیز زلزلہ آیا ہے اس نے جو تباہی مچائی ہے وہ ہم سب کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔" (الاعتصام - ۳۰ر جنوری ۷۵ء)

دوم : شاہ فیصل کا المناک قتل

۲۵ر مارچ ۱۹۷۵ء کو سعودی عرب کے شاہ فیصل بن عبد العزیز دار الحکومت ریاض میں اپنے بھتیجے شاہزادہ فیصل بن مساعد کے ہاتھوں ناگہانی طور پر قتل کئے گئے۔ یہ قتل عالمِ اسلام کیلئے لرزہ خیز زلزلے سے بڑھ کر تھا۔ مدیر چٹان نے لکھا:-

"اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
ارضِ حرم کا مہرِ درخشاں چلا گیا" (چٹان - ۷ر اپریل ۷۵ء)

اکتوبر، نومبر ۷۴ء کے بعد شاہ فیصل کی حالت کے متعلق لکھا ہے کہ:-

"کبھی کبھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاہ فیصل کسی ناگہانی کے منتظر تھے۔ اس برس انہوں نے فریضہ حج ادا کیا۔" (اردو ڈائجسٹ - اپریل ۷۵ء)

سوم : پاکستان میں تباہ کن سیلاب

ماہ جولائی ۷۵ء میں پاکستان میں خطرناک سیلاب آیا۔ لکھا ہے:-

"اس وقت پنجاب کا پورا علاقہ شدید بارشوں اور ہولناک سیلاب کی لپیٹ میں ہے۔ یقیناً یہ سیلاب ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے کیونکہ ہر قوم کے لئے اللہ رب العزت کی جانب سے اس کے عذاب کا ایک ہلکا سا نمونہ ہے۔" (اخبار اہلحدیث : ۲۵ر جولائی ۷۵ء)

چہارم : ترکی میں قیامت خیز زلزلہ

۶ر ستمبر ۷۵ء کو ترکی میں نہایت قیامت خیز زلزلہ آیا ہے جس سے کئی ہزار انسان اچانک موت کا شکار ہو گئے ہیں۔ روزنامہ امروز اس زلزلہ کو قیامت خیز زلزلہ قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے:-

"ترکی کے صوبہ دیار بکر میں قیامت خیز زلزلہ میں جاں بحق ہونے والے دو ہزار سے زیادہ افراد کی نعشیں ملبے سے نکالی جا چکی ہیں۔ فوج کے جوان اور طبی عملے کے ارکان زخمیوں کی مرہم پٹی اور لاشوں کو دفنانے کے کام میں مصروف ہیں۔" (امروز لاہور - ۹ ستمبر ۱۹۷۵ء)

انجیل کا ایک تاریخی ورق

حضرت مسیحؑ یہودی علماء کے "دیوان خانے" میں

مسیح ناصریؑ کو واجب القتل ٹھہرا کر انتہائی اذیّت پہنچائی گئی

قریباً دو ہزار برس گزرے کہ سرزمینِ فلسطین میں یہود کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ ان دنوں فلسطین پر رومی حکومت کا اقتدار تھا رومی حکومت نے مذہبی معاملات میں کچھ اختیارات یہودیوں کی مجلس سنہڈریم کو دے رکھے تھے جو یہودیوں کی شرعی مجلسِ اعلیٰ تھی۔ اس مجلس کے ارکان یہودی احبار اور علماء و مشائخ ہوتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب خدا کا پیغام پہنچایا اور اپنی دعوت پیش کی تو ایک نہایت مختصر غریب گروہ کے سوا یہودی علماء اور عوام یہودی ان کے مخالف ہو گئے۔ ان لوگوں نے حضرت مسیحؑ کی والدہ ماجدہ پر بہتانات لگائے اور حضرت مسیحؑ کو جھوٹا اور مفتری قرار دیا۔ مسیحؑ کے ماننے والے غریب لوگوں کے درپئے آزار ہو گئے۔

بایں ہمہ جب یہودی علماء نے دیکھا کہ حضرت مسیحؑ کی تبلیغ مؤثر ہو رہی ہے تو انھوں نے حضرت مسیحؑ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ انجیل میں لکھا ہے کہ:—

"سردار کاہن اور قوم کے بزرگ کائفا نام سردار کاہن کے دیوان خانے میں جمع ہوگئے اور صلاح کی کہ یسوع کو فریب سے پکڑ کر قتل کریں۔"

(متی $\frac{۲۶}{۴-۳}$)

یہودیوں نے اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بعض منافق مسیحیوں، یہودا اسکریوطی وغیرہ کو بھی ساتھ ملایا اسے رشوت دی۔ کچھ عرصہ کے بعد یوں ہوا کہ—

"یہودا جو اُن بارہ میں سے ایک تھا آیا اور اُس کے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لئے ہوئے سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آ پہنچی۔ اور اس کے پکڑوانے والے نے انہیں یہ پتہ دیا تھا کہ جس کا میں بوسہ لوں وہی ہے اسے پکڑ لینا۔ اور فوراً یسوع کے پاس آ کر کہا۔ اے

ربّی! سلام۔ اور اس کے بوسے لئے
یسوع نے اس سے کہا میاں! جس کام
کو آیا ہے وہ کر لے۔ اس پر انھوں نے
پاس آ کر یسوع پر ہاتھ ڈالا اور اُسے
پکڑ لیا۔" (متی - ۲۶/۴۷-۵۰)

اس گرفتاری کے بعد کیا ہوا؟ لکھا ہے کہ:-

"یسوع کے پکڑنے والے اس کو کائفا
نامی سردار کاہن کے پاس لے گئے جہاں
فقیہہ اور بزرگ جمع ہو گئے تھے
..... سردار کاہن اور سارے صدر
عدالت والے یسوع کو مار ڈالنے
کے واسطے اس کے خلاف جھوٹی گواہی
ڈھونڈنے لگے۔"
(متی - ۲۶/۵۷-۵۹)

ازروئے قانون اور شہادت حضرت مسیحؑ کا کوئی قصور ثابت نہ ہو سکا تو سردار کاہن نے ایک اور رنگ میں فتنہ برپا کر دیا۔ لکھا ہے کہ:-

"سردار کاہن نے اس سے کہا میں تجھے
زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو خدا
کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے
یسوع نے اس سے کہا۔ تو نے خود کہہ
دیا بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے
بعد تم ابن آدم کو قادرِ مطلق کی دہنی
طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر
آتے دیکھو گے۔ اس پر سردار کاہن نے
یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے کہ اس نے
کفر بکا ہے اب ہمیں گواہوں کی کیا
حاجت رہی؟ تم نے ابھی یہ کفر سُنا
ہے تمہاری کیا رائے ہے؟ انھوں نے
جواب میں کہا وہ قتل کے لائق ہے۔ اس
پر انھوں نے اس کے منہ پر تھوکا اور اس
کے مُکّے مارے اور بعض نے طمانچے
مار کے کہا۔ اے مسیح ہمیں نبوت سے
بتا کہ کس نے تجھے مارا؟"
(متی - ۲۶/۶۲-۶۸)

یہودیوں کے فقیہوں اور بزرگوں نے حضرت مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واجب القتل قرار دیا۔ انہوں نے خدا کے برگزیدہ بندے حضرت عیسیٰؑ سے انتہائی بدسلوکی کی مگر وہ رومی قانون کے تابع ہونے کے باعث از خود مسیحؑ کو قتل نہ کر سکتے تھے۔ رومی حکومت نے پھانسی دینے کا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا تھا۔ اس لئے یہودی علماء حضرت مسیحؑ کو رومی حاکم اور رومی عدالت میں لے گئے اور

"چلّا چلّا کر بولے کہ اس کو صلیب
دی جائے۔"
(متی ۲۷/۲۳)

حاکم پیلاطوس کو اس کی بیوی کے خواب اور واقعاتی شہادتوں سے معلوم ہو گیا تھا کہ یسوع بے گناہ ہے یہودی علماء نے اسے

"حسد سے پکڑوایا ہے"۔ (متی ۲۷/۱۸)

چنانچہ تاریخی طور پر ثابت ہے کہ اس نے حکمتِ عملی سے مسیح کو صلیبی موت سے تو بچا لیا مگر صلیب پر لٹکنے کی نوبت پہنچ گئی تھی۔

اس سارے واقعہ میں سب سے اہم اور قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ یہودیوں کی مذہبی اسمبلی نے خدا کے برگزیدہ بندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مجرم اور واجب القتل قرار دے دیا تھا اور رومی سکرٹری کی خلقی کمزوری سے انہیں صلیب پر دکھ بھی اٹھانا پڑا تاہم اللہ تعالیٰ نے مسیح کو عظمت بخشی اور یہودی اپنے ظلم و ستم کے باعث ملعون قرار پائے۔

کیا مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے اس سارے واقعہ میں سبق نہیں ہے کہ وہ کسی راستباز بندے کے ساتھ اس کی کمزوری اور اس کے پیروؤں کی اقلیت کے باعث ظلم نہ کر بیٹھیں!؟

قومی اسمبلی کی کارروائی کو "اغلاط سے پاک" کرنے کا سوال

کارروائی کو اصل حالت میں شائع کرنے کا مطالبہ

مدیر نوائے وقت لاہور لکھتے ہیں کہ:-

"قومی اسمبلی کے آزاد رکن مولانا ظفر احمد انصاری نے یہ انکشاف کیا تھا کہ قادیانیوں کے مسئلہ پر خصوصی کمیٹی کی طرف سے ۹۶ گھنٹے تک غور کرنے کے دوران میں ٹیپ ریکارڈ کی جانے والی تمام کارروائی کو باقاعدہ ریکارڈ میں منتقل کرنے اس کی تصحیح اور اس کو اغلاط سے پاک کر کے مرتب کرنے کی نگرانی کا کام ان کے سپرد کیا گیا ہے لیکن اس سلسلہ میں ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ خصوصی کمیٹی کی اس کارروائی کا کیا بنا ہے اور اس نہایت قیمتی اور یادگار مواد کو مولانا موصوف کے حسبِ خواہش محفوظ کرنے کا انتظام کس مرحلے میں ہے۔" (۵ ستمبر ۱۹۷۵)

الفرقان: فیصلے کا یہ کیا انوکھا طریق ہے کہ خود ہی لوگ مدعی ہوں اور خود ہی جج بن جائیں اور خود ہی فیصلے کر دیا کریں۔ اور پھر خود ہی اپنی اغلاط کی تصحیح کر لیا کریں؟ کیا یہ ستم ظریفی نہیں کہ خصوصی کمیٹی اپنے ہی ایک رکن کو جو فریقِ مخالف میں شامل تھا مقرر کر دے کہ اپنے ریکارڈ کو گھر میں بیٹھ کر "اغلاط سے پاک کر کے مرتب" کرے۔ ظاہر ہے کہ مولوی انصاری صاحب اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اغلاط کو ہی درست کرنے کی کوشش کریں گے۔

اے اللہ! اس دنیا میں انصاف کے بھی کیا نرالے طریقے ہیں۔ حکومت پاکستان اصل کارروائی کو شائع کرنے سے کیوں معذور ہے؟

میری بستی ٭ ربوہ

محترم جناب چودھری شبیر احمد صاحب بی اے، واقف زندگی

(۱)

ربوہ مری بستی کا ہے اللہ نگہبان
جس بستی کے ہر ذرّہ پہ ہے سایۂ رحمٰن
اللہ کے بندے ہیں محمدؐ کے ثنا خوان
رہتے ہیں جو اس بستی میں دل سے ہیں مسلمان
ربوہ مری بستی کا ہے اللہ نگہبان

(۲)

یہ ابن مسیحا کی ہے اک پاک نشانی
جاری ہے یہاں سلسلۂ فیض رسانی
اس طور پہ ہے جلوہ نما یار نہانی
نعمت ہے خلافت کی یہاں رحمت یزدان
ربوہ مری بستی کا ہے اللہ نگہبان

(۳)

کس شان کا تھا مرد خدا مصلح موعودؓ
تھا نام بھی محمودؓ ہر اک کام بھی محمودؓ
اوصاف سے اس کے ہوا اللہ بھی خوشنود
اس نے ہی یہاں جاری کیا چشمۂ عرفان
ربوہ مری بستی کا ہے اللہ نگہبان

(۴)

قرآن سے، مساجد، اذانوں سے ہے آباد　　　توحید و رسالت کے ترانوں سے ہے آباد
قدرت کے بہر گام نشانوں سے ہے آباد　　　اس ارضِ مقدس کی ہے دنیا میں عجب شان
ربوہ مری بستی کا ہے اللہ نگہبان

(۵)

وہ دینِ محمد کے فدا کار مجاہد　　　مے خانۂ توحید کے سرشار مجاہد
اسلام کی عظمت کے طلب گار مجاہد　　　جاتے ہیں یہاں سے ہی وہ امریکہ و جاپان
ربوہ مری بستی کا ہے اللہ نگہبان

(۶)

اسود بھی مخاطب ہے تو احمر بھی مخاطب　　　اصغر بھی مخاطب ہے تو اکبر بھی مخاطب
اس دور کے خود ساختہ رہبر بھی مخاطب　　　مہدی کے غلاموں میں ہے، وہ قوتِ ایمان
ربوہ مری بستی کا ہے اللہ نگہبان

(۷)

شبیر مری بستی کا ہر فرد ہے سرشار　　　مشہود ہیں ہر چہرے پہ اللہ کے انوار
اک قافلۂ مہدیٔ دوراں ہے ضیا بار　　　اس ارضِ مقدس پہ دل و جان بھی قربان
ربوہ مری بستی کا ہے اللہ نگہبان

حج سے روکنا قرب قیامت کا نشان ہے

نواب صدیق حسن خان صاحب کی کتاب اقتراب الساعۃ میں علامات قیامت کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ:۔

"اٹھائیسویں علامت بند ہو جانا راہ حج کا اور اوٹھا لیجانا حجر اسود کا کعبۂ معظمہ سے ہے حدیث ابی سعید میں مرفوعاً آیا ہے قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ گھر کا حج نہ ہو۔ رواہ الحاکم و صححہ والبزار و ابو یعلی بسند جید یا بسند حسن حدیث ابن عمر میں ہے ساعت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ رکن یعنی حجر اسود اوٹھایا جاوے۔ رواہ السنجری یہ دونوں کام ہو چکے۔ حج بھی بند ہوا رکن کو بھی قرامطہ لیگئے ۳۱۷ھ سے ۳۲۷ھ تک بسبب فتنۂ قرامطہ بغداد سے حج بند ہو گیا ۴۱۲ھ میں حاجی مصر کے ملک سے پھرتے ہوئے آتے تھے ایک وادی میں ٹھیرے سیلاب آیا سب کو بہا کر دریا میں لے گیا کذا المرآۃ ۴۱۵ھ میں بنو سلیم نے رستہ حج کا مصر والوں پر بند کر دیا بیس ہزار اونٹ مال و متاع کے لدے بغیر چھین لئے حاجی جنگل میں مر کر ہلاک ہو گئے ۳۶۳ھ میں بنو ہلال اور ایک گروہ عرب کا حاجیوں پر نکلا ایک خلق کو قتل کر ڈالا جو رہے سہے اونکو اس سال حج نہ ملا فقط اہل دربیہ عراق نے حج کیا ۳۸۴ھ میں عراق کے حاجی راہ میں تھے اصیفر اعرابی نکلا رستہ بند کر دیا سب لوگ بغیر حج کئے واپس آئے اس سال کسی کا حج نہ ہوا نہ اہل شام کا نہ یمن کا فقط اہل مصر کا حج ہوا ۳۹۲ھ میں فقط مصریوں نے حج کیا بغداد سے کوئی نہ جا سکا نہ بلاد مشرق سے کوئی گیا۔ سبب یہ کہ راہ میں فساد برپا کیا تھا اسیطرح ۴۱۲ھ سے حج رہا ۳۹۵ھ میں مصر والے حج کو گئے اہل عراق بسبب فساد راہ و شورش اعراب کے نہ جا سکے ۴۱۰ھ میں بھی فقط اہل مصر کو حج ملا اور کوئی نہ جا سکا ۴۱۷ھ میں پھر ۴۱۸ھ میں بھی مصری لوگ حج کو گئے غیر نے حج نہ کیا ۴۱۹ھ میں نہ کوئی مشرق سے جا سکا نہ مصر سے نہ اور شہر سے مگر ایک گروہ خراسان نے دریا کی راہ سے حج کیا ۴۳۰ھ میں ساری اقالیم سے بالکل حج بند ہو گیا ۴۳۶ھ تک بند رہا سوا اہل مصر کے کسی کو حج نصیب نہ ہوا ذکر ھذا الکلہ السیوطی فی حسن المحاضرۃ ابن حجر نے انباء الغمر میں لکھا ہے کہ سنہ آٹھ سو پانچ میں لیا یہ تھا کہ شام کی راہ سے کوئی حج کو نہ گیا تھا یہانتک کہ شام کے ملوک پر ہر شہر فساد تھا خلافت مقتدر میں حاجی ہمراہ منصور دیلمی کے نکلے تھے ... ابو طاہر قرمطی آ پڑا حاجیوں کو مسجد الحرام میں خوب بے دریغ قتل کیا ان کو زمزم میں پھینکا حجر اسود کو کدال سے توڑ کر الاحسا لے گیا۔" (اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۵، ۲۶)

الفرقان: حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں حج سے روک پہلے بھی پیدا ہوتی رہی ہے جیسا کہ مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے مگر اب جو حکومتوں کی طرف سے علی الاعلان احمدیوں کو حج سے روکا گیا ہے درحقیقت قرب قیامت کی یہ علامت ہے پس احمدیوں کو حج سے منع کرنا دراصل اس بات کی دلیل ہے کہ اب ... زمانہ [illegible]

شذرات

۱۔ لاہور کے گرجے:

نوائے وقت ۱۲ مئی ۱۹۷۵ء میں "لاہور کے گرجے" کے زیرِ عنوان مطالبہ کیا گیا ہے کہ:۔

"مسیحیوں کے جو گرجے لاہور کی اہم جگہوں پر واقع ہیں مسلمانوں کے حوالے کئے جائیں"

اس پر مسیحی ماہنامہ کلامِ حق گوجرانوالہ نے لکھا ہے کہ:۔

"ہمیں بالکل معلوم نہیں کہ یہ صاحب کون ہیں۔ پاکستانی ہیں یا پاکستان کی کسی مخالف جماعت کے رکن ہیں اور ان کو مسیحیوں سے اتنا بغض کیوں ہے جو یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ مسیحیوں کے عبادت خانے مسلمانوں کے حوالے کئے جائیں۔ ہماری رائے میں ایسے لوگ وطن دشمن ہیں اور پاکستان کی سالمیت کے مخالف ہیں ایسے نام نہاد پاکستانیوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ایسا مطالبہ پاکستان اور بانیٔ پاکستان کے موقف پر ضرب کاری ہے اور جو اقلیتوں سے فیاضانہ سلوک کا وعدہ کیا گیا تھا اس کی نفی کے مترادف ہے۔ ایسے لوگ نہ پاکستان کے خیر خواہ ہیں نہ پاکستانی حکومت کے وفادار۔ ان کو تو یہ بھی احساس نہیں کہ اگر حکومت ان کا مطالبہ منظور کر کے اقلیتوں کے عبادت خانے مسلمانوں کے حوالے کر دے تو پاکستان تو عالمی طور پر کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے گا۔"

(کلامِ حق گوجرانوالہ ۔ اگست ۷۵ء)

الفرقان: کسی فرقہ کی عبادت گاہ پر جبراً ہاتھ ڈالنا قرآنی تعلیم اور اسلامی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ صحیح طریق تو یہ ہے کہ مسیحی صاحبان کو دلائل و براہین کے ساتھ دعوتِ اسلام دی جائے اور ان پر حق کو واضح کیا جائے۔ جبر و تشدد کا طریق ہر پہلو سے نامناسب ہے۔

۲۔ نہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں نہ دوبارہ آئیں گے:

ماہنامہ بلاغ القرآن لاہور لکھتا ہے:۔

"عقیدۂ نزولِ مسیحؑ کے مطابق حضرت مسیحؑ کی حالت یہ ثابت ہوتی ہے کہ جب آسمان سے نازل ہوں گے تو بچشمِ خود دیکھ لیں گے کہ ان کی امت نے انہیں اور ان کی ماں کو اللہ کے ساتھ ملا کر دو الٰہ اور ٹھہرا لئے ہوئے ہیں تو اس طرح ان کی قیامت کی یہ شہادت والی گواہی کہ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے مجھے اور میری ماں کو الٰہ

ٹھہرا رکھا ہے۔ جھوٹی ثابت ہوتی ہے
کیا آپ معاذ اللہ معاذ اللہ نزول کے بعد
کی چشم دید شہادت کو چھپائیں گے اور
لَا تَکْتُمُوا الشَّھَادَۃَ ۲۸۳/۲ کی نجاوت
کے مصداق ٹھہریں گے؟ بلیں ظاہر ہے کہ
جس عقیدہ کی زد اللہ کے برگزیدہ نبی کی
صداقت و دیانت پر پڑتی ہے وہ مطلقاً
غلط اور **من گھڑت** ہے۔ نہ حضرت
مسیحؑ آسمان پر زندہ ہیں نہ دوبارہ آئیں
گے۔ نہ اپنی امت کی حالت دیکھیں گے
اور نہ قیامت کو چشم دید واقعات کے
خلاف جھوٹی گواہی دیں گے۔ بلکہ آپ
جملہ انبیاءؑ کی مانند فوت ہوچکے ہیں"

(رسالہ بلاغ القرآن لاہور جون ۷۵ء صفحہ ۲۹)

الفرقان: قرآن مجید کے اس واضح بیان کے بعد جو لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ مانتے ہیں اور اُن کی آمد کے لئے چشم براہ ہیں۔ کتنی غلطی پر ہیں!

۳۔ پاکستان کی نوّے فیصد آبادی اِسلام سے بے بہرہ ہے:

اہلِ حدیثوں کا ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور لکھتا ہے:۔

"بد قسمتی سے ہمارے ملک کے نوّے
فیصدی نوجوان اور بوڑھے اَن پڑھ اور
جاہل ہیں وہ اسلام کی تعلیمات سے
سراسر بے خبر ہیں اور جو تعلیم یافتہ ہیں وہ
بھی دینِ اسلام کی تعلیم سے بے بہرہ اور
ناواقف ہیں۔"

(ترجمان الحدیث ستمبر ۷۵ء)

الفرقان: ہم صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہر شہر اور ہر قصبے میں علماء صاحبان کی جو قطاریں پھر رہی ہیں وہ لوگوں کو اسلام سے باخبر کیوں نہیں کرتیں؟ ان کا اور کیا مصرف ہے؟

۴۔ دیہات کی مساجد مسلمان قوم اور حکومت کا ماتم کرتی ہیں:

ماہنامہ ترجمان الحدیث رقم طراز ہے:۔

"دیہات کی اکثر مساجد ویران پڑی ہیں
اور وہ زبانِ حال سے مسلمان قوم اور
اسلامی حکومت کا ماتم کر رہی ہیں اور ہر
وقت گاؤں کی بربادی کے لئے بددعا
کرتی ہیں۔ بعض دیہات کی مساجد میں ناپاک
جانوروں اور درندوں نے اپنا ڈیرہ جما
رکھا ہے۔"

(ترجمان الحدیث لاہور ستمبر ۷۵ء)

الفرقان: مساجد کی یہ زبوں حالی واقعی مقامِ ماتم ہے کیا وجہ ہے کہ مسلمان ان مساجد کو آباد نہیں کرتے؟ حدیث نبوی ؐ پوری ہو رہی ہے کہ مسجدیں ویران ہوں گی اور علماء بدترین مخلوق ہوں گے۔

۵۔ مسیح موعود کی آمد کے متعلق عام مسلمانوں اور احمدیوں کا عقیدہ ایک ہے:

مدیر طلوعِ اسلام لاہور پرویز صاحب نے بڑی ہوشیاری سے معکوس انداز میں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد پر جہاں عام مسلمان ایمان رکھتے ہیں وہاں احمدی بھی اسی پر ایمان رکھتے ہیں۔ آپ یہ سُن کر شاید حیران ہوں لیکن یہ حقیقت ہے کہ خود احمدی بھی اسی پر ایمان رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے مذہب کی عمارت ہی اسی ایمان پر استوار ہوتی ہے۔ ایمان عام مسلمان اور احمدی دونوں رکھتے ہیں فرق صرف حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد کے طریق میں ہے۔ عام مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہ بجسدِ عنصری یعنی اپنے جسم کے ساتھ آسمان سے اُتریں گے احمدیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنے جسم کے ساتھ آسمان سے نازل نہیں ہوں گے وہ اپنے مثیل کی شکل میں آئیں گے اور وہ مثیل میرزا غلام احمد ہیں۔"

(طلوعِ اسلام لاہور۔ اگست ۷۵ء صفحہ ۱۲)

الفرقان: اب حل طلب سوال تو یہ ہے کہ جب عام مسلمان مسیح نبی اللہ کی آمد کا عقیدہ رکھ کر ختمِ نبوت کے منکر قرار نہیں پاتے تو احمدی مسلمان مثیلِ مسیح امتی نبی اللہ کی آمد کو مان کر ختمِ نبوت کے منکر کس طرح قرار دیئے جا رہے ہیں۔ بیّنوا توجروا

۶۔ مُسلمان اپنے ہاتھوں اسلام کی بُنیادوں کو منہدم کر رہے ہیں!

ہفت روزہ الاسلام لاہور لکھتا ہے:۔

"ہمارا معاشرہ کہاں جا رہا ہے اور فحاشی اور عریانی کی حدود کو کس طرح عبور کیا جا رہا ہے۔ مسلمان اسلام سے دستبردار ہو کر مغرب کی اندھی تقلید میں کیوں غرق ہو گیا ہے۔ ہم اسلام کی بُنیادوں کو خود اپنے ہاتھوں سے منہدم کر رہے ہیں...... افسوس ہے کہ علماء حضرات فروعی مسائل میں اُلجھے ہوئے ہیں اور مغربی تعلیم ہمارے دین و ایمان کو پارہ پارہ کر رہی ہے اس سے بچنے کے لئے ہم نے کوئی قدم نہیں اٹھایا اور نہ ہی کوئی مہم شروع کی ہے جو دن بھی آتا ہے وہ مغرب کی تباہ کاریوں سے کوئی نہ کوئی چیز ساتھ لاتا ہے۔"

(ہفت روزہ الاسلام لاہور۔ ۲۲ اگست ۷۵ء)

الفرقان: یہ سوال ہر درد مند مسلمان کے دل میں اٹھ رہا ہے مگر علماء کو نہ اس کے جواب کی فرصت ہے اور نہ ہی عملی طور پر انہیں اقدام کرنے کا موقعہ ہے انہیں تو احمدیوں کی تکفیر سے ہی فرصت نہیں۔

۷۔ پاکستان بنانے کا گناہ اور مفتی محمود

ہفت روزہ چٹان لاہور راوی ہے کہ:۔

"جمعیتہ علمائے پاکستان پنجاب کے جنرل سیکرٹری علامہ محمد اکبر ساقی نے ایک بیان میں فرمایا ہے کہ مفتی محمود نے بھری محفل میں کہا تھا کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں تھے۔"

(چٹان لاہور ۔ ۸ ستمبر ۷۵ء ۔ صفحہ ۵)

الفرقان: جو لوگ پاکستان بنانے کو گناہ سمجھتے ہیں وہ یقیناً اس کی تخریب کے درپے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

۸۔ حضرت امام مہدیؑ اور علماء کی مخالفت:

الحاج حافظ شاہ محمد امداد اللہ تھانوی فرماتے ہیں:۔

"زمان ظہور مہدیؑ بہت سخت خطرناک ہے اکثر لوگ مخالف ہوں گے وہ خود امام مستقل ہوں گے۔ تقلید حنفی و شافعی کی اس وقت نہ رہے گی۔ اکثر علماء اسی وجہ سے مخالفت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس وقت ایمان سلامت رکھے!"

(شمائم امدادیہ ۔ ترجمہ اردو نفحات مکیہ مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۳ طرف ۱۲)

الفرقان: حضرت امام مہدیؑ کے ظہور پر لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ان کی مخالفت کیوں ہو رہی ہے حالانکہ اس بارے میں بزرگان سلف کی واضح پیشگوئیاں موجود ہیں۔

۹۔ مسلمان اسلاف کی روایات کو چھوڑ بیٹھے

ہفت روزہ چٹان لکھتا ہے:۔

"ہم اپنے اسلاف کی روایات کو چھوڑ کر لہو ولعب کے رسیا بن رہے ہیں۔ حیاء کا جنازہ نکالنے والی جدید سوسائٹی پر فخر کرتے ہیں اللہ کا نام آنے پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ کردار کی پختگی اور بلند اخلاق کو رجعت پسندی کا نام دیتے ہیں عریاں جسموں کے رقص سے دل کو سکون پہنچاتے ہیں۔ یہ تمام باتیں میں بڑے دکھے ہوئے دل سے لکھ رہا ہوں۔"

(ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۵ اگست ۷۵ء صفحہ ۲)

الفرقان: کیا یہ ظلم کی بات نہیں کہ ان حالات میں بھی اسلامی مصلح کی ضرورت سے انکار کیا جائے؟

○

الفرقان کی توسیع اشاعت

ہر خریدار سے توقع ہے کہ کم از کم ایک نیا خریدار ۱۲ ستمبر تک بنائے۔ زیادہ پر مزید شکریہ!

(منیجر)

زِندگی

محترم جناب نسیم سیفی صاحب ربوہ

زِندگی جہدِ مسلسل کی توانائی ہے
زِندگی اپنی حقیقت سے شناسائی ہے
زِندگی بُود کی نابُود سے پیکار کا نام
زِندگی سانس کی زنجیر کی جھنکار کا نام
زِندگی قلب و نظر، ذہن و ضمیر
زِندگی آپ نمُو، آپ خمیر
زِندگی گردشِ دوراں کے دھڑکتے ہوئے دِل کی دھڑکن
زِندگی موت کے دِل کی اُلجھن
زِندگی ابرِ سیہ فام کی برق
زِندگی وسعتِ کونین کے احساس میں غرق
زِندگی مرکبِ مفاہمات کی تفہیم سے دُور
زِندگی طُور ہے اور آپ ہی اِک شعلۂ طُور
زِندگی خیر کے سردار پہ ہے سینہ سپر

زِندگی سینۂ افلاک میں پیوستہ نظر
زِندگی تندیٔ طوفاں کی لپکتی ہوئی لہر
زِندگی خون کی نہر
زِندگی لمسِ ملائم کے تصوّر کی طرح حُسن و جمال
زِندگی نشلیم تازہ کا رنگِ گُل سے وصال
زِندگی شور و غا کی تمثیل
زِندگی کُن فیکُون کی تفصیل
زِندگی رنج و محن
زِندگی آپ ہی فنکار ہے اور آپ ہی فن
زِندگی دست و گریباں ہے تشدّد سے مدام
زِندگی رُوح کی گہرائی میں کرتی ہے قیام
زِندگی آپ ہی تلوار ہے اور آپ ہی ڈھال
زِندگی یُوں جو نہ ہو، دہر میں جینا ہے محال

○

میرے بیٹے کا تازہ مکتوب

عزیزم عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے مبلغ جاپان کا یہ ایک نجی مکتوب ہے۔ اس کے کچھ مفید حصے تحریک دعا کے لئے درج ذیل ہیں:—————— : ابوالعطاء

میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خیریت سے ہوں موسم گرما کے سکول کی پڑھائی ڈیڑھ ماہ جاری رہنے کے بعد اب مکمل ہو گئی ہے اور اب ۱۵ ستمبر تک سکول سے رخصت ہے۔ اس عرصہ میں کورس کی ابتدائی کتاب مکمل کروائی گئی ہے کل ۵۰ اسباق ہیں جن میں عام گفتگو اور بات چیت کے لئے ضروری الفاظ قریباً سب ہی آجاتے ہیں اس کتاب کے مکمل ہونے پر ۲۶ اگست کو اس کا تحریری، زبانی اور سننے کی قابلیت کے بارہ میں امتحان ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس امتحان میں نمایاں کامیابی عطا کی ہے۔ کلاس میں اوّل رہا ہوں اور ویسے بھی نمبر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھے ہیں۔ نمبروں کی اوسط قریباً ۸۹ فیصد بنتی ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ! اب تک جو پڑھائی ہوئی ہے وہ رومن طرز تحریر میں تھی۔ یعنی انگریزی حروف تہجی کو استعمال کر کے جاپانی الفاظ لکھے جاتے تھے اب ہمیں اصل جاپانی طرز تحریر سے متعارف کروانا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ اب میں جاپانی حروف تہجی کے لکھنے اور سمجھنے کی مشق کر رہا ہوں۔ ان حروف کی دو قسمیں ہیں۔ اور ہر ایک میں قریباً ۵۰ حروف ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کافی مشکل مرحلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے ہی سابقہ مراحل طے ہوئے ہیں اور اسی سے دعا ہے کہ وہ ہر مرحلہ پر اپنی تائید ونصرت سے نوازے اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں کسی حد تک بات چیت کرنے کے قابل ہو گیا ہوں۔ عام گفتگو میں زیادہ دقت پیش نہیں آتی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ! گزشتہ دنوں اللہ تعالیٰ نے ایک عمدہ تبلیغی موقع عطا کیا ایک سوسائٹی میں میری اس موضوع پر تقریر ہوئی کہ "حقیقی خوشی کیا ہے؟" اس موضوع میں اسلامی نقطہ نظر کو بھی بیان کرنے کی توفیق ملی کہ حقیقی خوشی تو دل کی خوشی ہے اور یہ بات خدا پر ایمان اور اس کی یاد سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔ تقریر کو حاضرین نے توجہ سے سنا اور بعد میں سوال و جواب کے وقفہ میں مزید وضاحت کرنے کا موقع ملا۔

جاپان میں دو ہفتے قبل بلوچستان کا شدید طوفان آیا۔ اس میں قریباً دو صد افراد ہلاک ہو گئے اور مکانات کا بہت خاصا نقصان ہوا۔ متعدد علاقے سیلاب سے زیر آب آگئے تھے ٹوکیو کا علاقہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس طوفان سے محفوظ رہا۔ بارشیں کافی ہوئیں لیکن خطرناک صورت پیدا نہیں ہوئی۔

گزشتہ دنوں جاپان کے دیہی علاقہ NIKKO میں جانے کا اتفاق ہوا ایک جاپانی دوست کے ساتھ ان کی موٹر میں گیا۔ رات ہوٹل میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے ایک رات کار کے اندر سو کر گزاری۔ بہت خوبصورت جھیل کے کنارے یہ رات گزارنے کا بھی بہت لطف آیا اور پھر اسی رات ایک خواب بھی دیکھا۔ کہ میں جاپان کے بادشاہ سے ملاقات کر رہا ہوں اور انہیں اسلام کے بارہ میں مختلف امور بتا رہا ہوں۔ ملاقات سے قبل مجھے کہا*

* [illegible] کا ترجمہ عربی زبان میں کر دیں تو امید ہے بادشاہ معظم کو بات سمجھنے میں سہولت رہے گی چنانچہ میں نے اسی طرح

"بچھڑے بھائی"

جناب چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید کراچی کے قلم سے

جناب عبدالرحیم اشرف صاحب المدیر!

آپ کی لکھی چٹھیاں مجھے اور میرے عزیز رشتہ داروں کے نام مندرجہ بالا عنوان کے ساتھ پہنچی ہیں۔ آپ کی کرم فرمائی کا شکریہ آپ نے ہماری ہدایت کے لئے دعا کی ہے ہم آپ کی ہدایت کے لئے ہادیٔ مطلق کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ محض اپنے فضل و کرم سے آپ کو حق کو شناخت کرنے کی توفیق بخشے اور اپنی رضا کا طالب بنائے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

آپ نے اپنے لفافہ پر سورۃ آلِ عمران کی آیت ۸۲ کا مندرجہ ذیل ترجمہ تحریر کیا ہے :-

"اور جب اللہ نے انبیاءؑ سے مضبوط عہد
لیا کہ میں کتاب و حکمت دوں اور اس
کے بعد عظیم رسولؐ تمہارے ہاں آئے جو
تم سب کی نبوت اور وحی کی تصدیق کرے
تو تم پر لازم ہوگا کہ اس پر ایمان لاؤ اور
اس کی نصرت کرو۔"

آپ قرآن کریم میں سورۃ الاحزاب کی آیت ۸ پر بھی غور فرمائیں
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ
وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ
وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ
وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ○

اس آیت مبارکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی عہد لیا گیا تھا اگر آپؐ کے بعد کسی نبی نے آنا ہی نہیں تھا تو پھر آپؐ سے کیوں عہد لیا گیا ....؟

دوسری عرض یہ ہے کہ آپ خدارا ٹھنڈے دل سے حقیقۃ الوحی مصنفہ حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مطالعہ فرمائیں۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۳ سے لے کر صفحہ ۲۰۶ تک ۲۰۷ نشانات پر مشتمل ہے اگر آپ تمام نشانات کی تردید کریں تو دس روپے فی نشان یعنی -/۲۰۷۰ روپیہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے جائیں گے۔ یہ رقم میں خود اپنی جیب سے ادا کرنے کا ذمہ دار ہوں بشرطیکہ تمام نشانات کی تردید مکمل دلائل سے کریں اور اپنے اخبار میں شائع فرما دیں۔ تردید میں قرآن کریم اور احادیث کے حوالہ جات شائع فرما دیں اگر تردید قرآن کریم اور احادیث کی رُو سے نہ کر سکیں تو ذمہ داری آپ پر ہوگی۔

اپنی چٹھی کے جوابات ملاحظہ فرمایئے!

قرآن کریم کی رو سے متقی کی نشانی یہ ہے :-

"اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ"۔

(بقرہ : ع۱)

جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

لیکن دوسری جگہ منکرین کے متعلق فرمایا :-

"بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ
اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۙ
كَلَّا ؕ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ"

(المدثر : ۵۳ : ۵۴)

حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اُس کے ہاتھ میں کھلی کتاب دی جاوے یہ امید پوری نہیں ہونے والی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ آخرت سے نہیں ڈرتے۔

خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل اور نبی جب دنیا میں ظہور فرماتے ہیں تو ان کا ظہور ایک رنگ میں غیبی طور پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ تمام انبیاء و مرسلین جب ظاہر ہوئے تو دنیا نے ان کا انکار کیا۔ قرآن حکیم فرماتا ہے :-

"يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا
يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا
بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝"

(یٰسٓ : ۳۱)

اسی طرح جب خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہور فرما ہوئے تو قریش مکہ نے آپ کا انکار کیا۔ حالانکہ آپ کی آمد کے متعلق پہلی کتب میں پیشگوئیاں موجود تھیں۔ آپ کی آمد یعنی نزول کی خبر تمام آسمانی صحیفوں میں بھی مندرج تھی اس

سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ انبیاء کا ظہور بیّن نشانات اور پیشگوئیوں کے ساتھ ساتھ غیبی رنگ میں بھی ہوتا ہے اگر انبیاء کا ظہور بھی سورج چاند ستاروں کی طرح روشن اور واضح ہوتا اور خدا تعالیٰ آسمان پر لکھ دیا کرتا کہ ہم فلاں شخص کو نبی یا مامور بنا کر بھیج رہے ہیں اور ساری دنیا آسمان پر لکھے ہوئے الفاظ کو پڑھ لیا کرتی تو پھر ایمان کی کوئی حیثیت نہ ہوتی۔ کیونکہ سورج چاند ستاروں کو ظاہری نگاہ سے دیکھ لینے کے بعد انسان ان کی شناخت سے کسی ثواب یا عذاب کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اور امام مہدی علیہ السلام کا ظہور جہاں قرآن حکیم۔ احادیث اور بزرگانِ سلف کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہے وہاں کچھ پہلو غیب سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور اس غیب کو اللہ تعالیٰ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا کو درد دل سے پڑھنے والوں پر خود ظاہر ہو کر ضرور صراطِ مستقیم دکھلا دیتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے آپ کو فہم و فراست اور عقل بخشی ہے تاکہ آپ اس کے مامور و مرسل حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام عالی مقام امام مہدی علیہ السلام کو گزشتہ انبیاء کی بعثت کے مطابق اور قرآن و احادیث میں بیان شدہ علامات کے مطابق اچھی طرح پرکھ کر اس پر ایمان لا دیں۔

آپ نے اپنی چٹھی میں تحریر فرمایا ہے :-

"اب اس بین الاقوامی اصول کے تحت اگر کوئی شخص امام الانبیاء سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے (خواہ وہ کسی بھی نوعیت اور کسی بھی مفہوم کی نبوت ہو)

اور وہ یہ کہتا ہے کہ خدا نے مجھے "نبی" کہا
ہے اور وہ اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت
بھی دیتا ہے تو جو شخص اس کی دعوت پر
لبیک کہے گا۔ اور اسے اپنا ہادی و پیشوا تسلیم
کرتا ہے وہ اس کا امتی قرار دیا جائیگا۔"

اس کا جواب ملاحظہ فرمائیے:۔

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا۔ اس وقت کیا اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ "بین الاقوامی قانون" کو بھول گیا تھا کہ ان دونوں بھائیوں کی جب علیحدہ علیحدہ امتیں بنیں گی تو کیا موسوی مذہب میں تفرقہ نہیں پڑے گا اور دونوں اپنی اپنی امتوں کو لے کر علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے۔ کیا آپ بتلائیں گے کہ ان دونوں کی واقعی علیحدہ علیحدہ امتیں تھیں؟

کیا اس اصول کے ماتحت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت امام مہدی علیہ السلام۔ آنحضرتؐ کی تعلیم کو پھیلانے اور یحیی الدین ویقیم الشریعۃ کی غرض سے۔ آپؐ کے امتی ہوتے ہوئے۔ نبی نہیں ہو سکتے؟

(۲) قرآن کریم میں سورۃ یٰسین کی آیت ۱۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ
فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ
فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَیْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ"

خدا تعالیٰ نے جب ایک زمانہ میں یہ نبی ایک ہی وقت میں بھیجے تھے تو کیا ان کی علیحدہ علیحدہ امتیں قائم ہوئی تھیں؟ تم کل تو ہر فرقہ دوسرے فرقہ سے اختلاف رکھتا ہے۔ اگر ہر نبی کی امت علیحدہ علیحدہ بنی تھی تو کیا ان تینوں نبیوں کی امتوں میں اختلاف نہ ہوا ہوگا؟

آپ جو "بین الاقوامی اصول" بتا رہے ہیں کہ ہر نبی کی امت علیحدہ ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا دو دلائل سے یہ اصول تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

اس سلسلہ میں تیسری بات یہ بھی عرض ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خادم۔ غلام اور امتی قرار دیا ہے اور آپ کی کتب میں اس کے سینکڑوں حوالہ جات موجود ہیں۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں:۔

(۱) "وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اَنِّیْ عَاشِقُ
الْاِسْلَامِ وَفِدَاءُ حَضْرَةِ
خَیْرِ الْاَنَامِ وَغُلَامُ اَحْمَدَ
الْمُصْطَفٰی۔"

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اسلام کا حقیقی عاشق ہوں اور حضرت محمد مصطفیٰ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم پر دل وجان سے فدا ہوں اور آنحضرت صلعم کا غلام ہوں۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۸۸)

(۲) ع "دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں"

(۳) ع "خاک راہ احمد مختار ہیں"

(۴) "......خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اور اس کی شریعت اکمل

اور تام تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے تھی اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں ...."

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۴)

(۵) "...... میں حلفاً کہتا ہوں کہ میرے دل میں اصلی اور حقیقی جوش یہی ہے کہ میں تمام محامد اور مناقب ..... اور تمام صفات جمیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کروں۔ میری تمام ترخوشی اسی میں ہے ..... میں آپؐ کا غلام ہوں اور آپ ہی کے مشکوٰۃ نبوت سے نور حاصل کرنے والا ہوں ....."

(الحکم اخبار ص۸ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۲ء)

حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اپنی جماعت کو کوئی علیحدہ امت قرار نہیں دیا بلکہ اسلام کا ایک فرقہ قرار دیا ہے کیونکہ اس سے قبل اسلام ۷۲ فرقوں میں منقسم ہو چکا تھا اور کوئی فرقہ ایک دوسرے کے عقائد کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق آپؑ حَکَم اور عدل بنا کر مبعوث کئے گئے اور آپؑ نے ساری امتِ محمدیہ کے فرقوں کو یکجا جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا۔

حضرت خاتم النبیین رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق یہ بات بھی دلچسپی سے نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:-

"میری امت کے ۷۳ فرقے ہو جائیں گے جن میں سے ایک فرقہ ناجی ہوگا ......"

—— اب آپ فیصلہ دیں کہ کون سا فرقہ ناجی ہے؟

پس یہ الزام لگانا درست نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ علیحدہ امت ہے۔ نہ ہی حضرت امام مہدی علیہ السلام نے کوئی علیحدہ امت بنائی۔ بلکہ احمدی بھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہی اُمتی ہیں۔

حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ضمن میں یہ بھی فرمایا ہے کہ آپؑ کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے یہ درجہ ملا ہے آپؑ تحریر فرماتے ہیں:-

"سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا۔ اگر میں اپنے سید و مولیٰ، فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا۔ اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲)

"خاتم النبیین" کے متعلق جماعت احمدیہ کا عقیدہ

جماعت احمدیہ بفضلہٖ تعالیٰ قرآن کریم کے ہر ہر حرف

پر ایمان رکھتی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین مانتی ہے۔ جماعت کے بانی اور آپ کے خلفاء بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور بیعت کے الفاظ میں بھی ہر احمدی سے یہ اقرار لیا جاتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

(۱) "...... مجھے اللہ جلّ شانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں ہوں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔ خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے خلاف نہیں اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائے گا۔ میں اللہ جلشانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانے کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلہ میں تو بفضلہ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا......"

(کرامات الصادقین صفحہ ۲۵)

(۲) "ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں۔ جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا۔ اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی۔ جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔"

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۳۲)

(۳) "......اور خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمتی ہے اور ایک پہلو سے نبی کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی

نئی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی ...."

(حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۹۶-۹۷)

(۲) "...... صراطِ مستقیم فقط دینِ اسلام ہے اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدا تعالیٰ ملتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ حاشیہ در حاشیہ ۳ صفحہ ۵۶۸)

مندرجہ بالا حوالہ جات کے علاوہ بھی اپنی بیشتر تحریروں میں حضرت امام مہدی علیہ السلام نے حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کیا ہے۔

(رسالہ الفرقان ماہ دسمبر ۱۹۷۶ء کا صفحہ ۶ تا صفحہ ۸ بھی ملاحظہ فرمائیں)

آیت مبارکہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جسمانی ابوت کی نفی کی گئی ہے یعنی نرینہ اولاد جو انسان کے لئے باعثِ فخر اور اس کے دنیا میں بقا کا ذریعہ شمار ہوتی ہے اس کی نفی کی گئی ہے اس کے بعد کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نبیوں کو بھی ختم کرنے والے ہیں کیا کسی عہدے کو ختم کرنے والے کو دنیا میں قابلِ فخر سمجھا جاتا ہے؟ نہیں بلکہ اس آیت مبارکہ میں دشمن کے اعتراض یعنی آپ کو نعوذ باللہ ابتر قرار دینے کو رد کرتے ہوئے آپ کو اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان رسول۔ نبیوں کی مہر (نبیوں کا باپ) نبیوں کا امام۔ جس کی مہر اور تصدیق سے پہلے بھی نبی بنے اور آئندہ بھی نبی بنتے رہیں گے اور تمام نبیوں کا سردار اور افضل الرسل قرار دیا گیا ہے۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ غیر مسلموں کو یہ دلیل دے کر چپ کراتا ہے کہ آپؐ کی جسمانی اولاد بھی نہیں اور آپؐ خدا تعالیٰ کے رسولؐ اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں جبکہ دوسرے مذاہب والے بھی کہتے ہیں کہ ان کا نبی آخری نبی ہے اور ہر مذہب اپنے بعد میں آنے والے کے متعلق یہی کہتا ہے کہ ان کے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ کیا ان کی دلیل سے کوئی شخص قائل ہو جاتا ہے؟ کیا آپ بھی غیر مسلم لوگوں کو یہی دلیل دے کر چپ کرا سکتے ہیں؟

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین (نبیوں کی مہر) کہہ کر آپؐ کے افضل الرسل ہونے کی زبردست دلیل دی ہے ایسی مہر جس کی تصدیق سے پہلے انبیاء بھی سچے ٹھہرے اور آئندہ بھی آپؐ کی مہر کے بغیر کوئی نبی نہیں بن سکے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ
فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ
اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ
وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ"

یعنی جو (لوگ بھی) اللہ تعالیٰ اور اس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کریں گے

وہ اُن لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ
تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاءؑ۔ اور
صدیقین اور شہدا اور صالحین ......
(النساء : ۷۰)

اس آیت مبارکہ کی رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے نبوت کا درجہ مل سکتا ہے بشرطیکہ وہ آپؐ کا امتی ہو۔ دگرنہ دوسرے معنے مراد لینے سے تو کوئی شخص آپؐ کی اطاعت سے صدیق۔ شہید اور صالح کا درجہ بھی حاصل نہیں کر سکتا (العیاذ باللہ)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ـــــ "میں آدم آب و گل میں تھا میں اس وقت سے خاتم النبیین ہوں" ـــــ اگر آپؐ کے عقیدہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ انبیاء کی بعثت کو ختم کرنے والے تھے تو پھر تو آدم علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والا کوئی نبی بھی مبعوث نہیں ہونا چاہیئے تھا کیونکہ آپؐ تو پہلے ہی خاتم النبیین بن چکے تھے۔

البتہ شریعت چونکہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کے ماتحت مکمل ہو چکی ہے اور محفوظ ہے اس لئے نہ کوئی نئی شریعت آسکتی ہے اور نہ ہی کوئی نئی شریعت لانے والا نبی مبعوث ہو سکتا ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

(۱) "...... بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب
خاتم ہے بجز اس کی مُہر کے کوئی فیض کسی
کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کے
لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ
کا دروازہ کبھی بند نہ ہو گا۔ اور بجز اُس
کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک
وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت مل سکتی
ہے جس کے لئے امتی ہونا ضروری ہے"
(حقیقۃ الوحی۔ صفحہ ۲۸)

(۲) "...... میں کھول کر کہتا ہوں اور یہی میرا
عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور نقش قدم پر
چلنے کے بغیر انسان کوئی روحانی فیض
اور فضل حاصل نہیں کر سکتا ......"
(اخبار الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء)

حکیم صاحب محترم! آپ نے اپنی چِٹھی میں تحریر کیا ہے کہ ـــــ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا پہلے یہ عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا لیکن بعد میں یہ عقیدہ تبدیل کر لیا ـــــ اس بارہ میں عرض ہے:۔

(۱) حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مندرجہ بالا عقیدہ اس وجہ سے تھا کہ عام مسلمانوں کا یہی عقیدہ تھا لیکن جب خدا تعالیٰ نے آپؐ کو نبی کہہ کر پکارا اور اس کی وضاحت فرمائی کہ آپؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں تو آپؑ نے امتی نبی ہونے کا اعلان فرمایا۔ جیسا کہ جناب نے بھی خود اپنی چِٹھی میں حضور علیہ السلام کی مندرجہ ذیل تحریر کو تسلیم کیا ہے:۔

"میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس
کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے

بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۰۳)

اس ضمن میں قرآن حکیم کے فرمان **ولو تقوّل علینا بعض الاقاویل** کے مطابق غور فرمائیں کہ اگر حضرت امام مہدی علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر (نعوذ باللہ) جھوٹ بولا تھا تو پھر خدا تعالیٰ نے آپ پر گرفت کیوں نہ کی؟

(۲) قرآن حکیم اور احادیث نبویہؐ سے امام مہدی و مسیح موعودؑ کی نبوّتِ امتی ثابت ہے اور امتی نبوت کی دلیلیں قرآن کریم اور احادیث میں موجود ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء آیت ۷۰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے سے نبوت کا درجہ دیئے جانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جو کہ قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے نیز آیت استخلاف ۵۶ سورۃ النور بھی ملاحظہ فرمائیں۔ مزید قرآن اور احادیث کے حوالہ جات ارسال کئے جا سکتے ہیں۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک وقت فرمایا کہ ——— مجھے یونسؑ نبی پر فضیلت نہ دو ——— لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر یہ حقیقت کھول دی کہ آپؐ خاتم النبیین اور افضل الرسل ہیں تو آپؐ نے خود اپنی فضیلت کا اعلان فرمایا۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے لیکن جب تحویلِ قبلہ کا حکم ہوا تو آپؐ خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز ادا کرنے لگ گئے۔

پس ثابت ہوا کہ اگر انسان کوئی عقیدہ رکھتا ہو اور بعد میں خدا تعالیٰ اُس عقیدہ کی تصحیح کر دے تو لازماً مومن کو خدا تعالیٰ کے حکم کو ماننا پڑتا ہے۔ چنانچہ امام مہدی علیہ السلام کا بھی اگر پہلے یہ عقیدہ تھا کہ کوئی نبی نہیں آسکتا تو بعد میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق حضور علیہ السلام کو اپنا یہ عقیدہ بدلنا پڑا۔ چنانچہ حضورؑ نے فرمایا ہے:-

(۱) "میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرتِ مکالمت و مخاطبتِ الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے ..... اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

(۲) "...... لیکن بعد اس کے بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تُو ہی ہے اور اس کے ساتھ صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لئے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کرکے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں"...

(حقیقۃ الوحی [illegible])

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عظیم

محترم جناب مولوی بشیر احمد صاحب زاہد مولوی فاضل

آقائے نامدار حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کا وجودِ باجود وہ نادرۂ روزگار وجود ہے جو دنیا میں خدائی حُسنِ صنعت کا اعلیٰ ترین شاہکار تھا۔ وہ دنیا میں خدائی حسن وجمال کا اکمل ترین نمونہ بن کر جلوہ گر ہوا اور دنیا نے آپ کے وجود میں ان گنت بار خدائی قدرتوں اور طاقتوں کی تجلیاں رقصاں دیکھیں۔ وہ خلیفۃ اللہ تھا جو دنیا میں مظہرِ ذاتِ قدیم بن کر آشکارا ہوا اور اپنے حسنِ اخلاق اور حُسنِ کردار سے خدائی کمالات وصفات کا جلوہ دکھاتا رہا۔

ہاں! یہ سچ ہے کہ وہ کارخانۂ عالم کی پیدائش کی علتِ غائی تھا اور وہی تھا جو صاحبِ لولاک تھا۔ جس کے حسنِ عالمتاب کی رنگینیاں اور جمال آفرینیاں صحیفۂ عالم کے ہر نقش ونگار سے ہویدا ہیں۔ وہ **رحمۃ للعالمین** ہے جس کی محبت وشفقت اور رحمت وبرکت کے نقوش کون ومکان کے ذرہ ذرہ میں درخشاں وتاباں ہیں۔ وہ **خاتم النبیین** ہے جس کی مہرِ نبوت سے ہر نبی کو خلعتِ نبوت ملی اور وہ خدائی حُسن واحسان کا وارث ہوا۔ وہ **شفیع المذنبین** ہے جو خدا اور اس کے کمزور بندوں کے درمیان واحد ذریعۂ اتصال بنا اور اس کے فیضانِ ربوبیت سے اس کی مخلوق کو بہرہ ور کرنے والا ٹھہرا۔

ہاں ہاں! وہ وہی ہے جس کے حُسنِ عالمتاب پر خود خداوندِ حسن وناز کو ناز ہے۔ اور وہی ہے جو حقیقت میں یہ کہہ سکتا ہے ؎

دیکھ اے چشمِ عدو مجھ کو حقارت سے نہ دیکھ
جس پہ خالق کو بھی ہو ناز وہ انسان ہوں میں

اور ان سب پر مستزاد یہ ہے کہ خود خداوندِ حسن واحسان نے اسے وفورِ محبت میں **محمد** کے نام نامی اور اسمِ گرامی سے پکارا ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(۲)

حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک نام معانی کے لحاظ سے ایک زندۂ جاوید معجزہ ہے جو ان گنت خوبیوں کا مرقع اور لاتعداد فضائل وکمالات کا خلاصہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے اس کے پیارے رسول کی عظمت وصداقت کے لئے ایک عظیم نشان ہے۔ علمائے لغت نے اس مبارک نام کے جو معانی بیان کئے ہیں۔ ان میں اگر ایک طرف حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان کام اور کام کے حسنِ انجام کی پیشگوئی ہے تو دوسری طرف آپ کی حسین ترین سیرت اور خوبصورت تعلیم کا لب لباب ہے۔ گویا کہ اس میں وہی حقیقت پوری تابانی سے جھلملاتی ہے جو

اس شعر سے نمایاں ہے ؎

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

(۱) صاحب مفردات نے محمدؐ کے معنے لکھے ہیں :-

"الذی جمعت فیہ الخصال المحمودۃ"

وہ ذات بابرکات جس میں تمام قابلِ تعریف خوبیاں نمایاں ہوں اور جس کے دامنِ حیات پر کوئی غیر محمود خصلت و عادت کی آلائش نہ ہو۔

گویا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مراد وہ ستودہ صفات انسانِ کامل ہے جو تمام محامد و محاسن کا مجموعہ ہو اور ہر ناپسندیدہ انسانی خصلت و عادت سے مبرّا و منزّہ ہو۔

(۲) صاحب قاموس نے محمد کے ایک معنے قضاء الحق کے بتلائے ہیں۔ اس بنا پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معنے ہوں گے۔ وہ پاک وجود جس کا حق ہر لحاظ سے پورا کر دیا گیا ہو یعنی قدرتِ کاملہ کی طرف سے نوعِ انسانی کو جس مرتبۂ کمال پر پہنچانا مقصود تھا اور انسان کا اپنے خالق پر جو حقِ تخلیق تھا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات پر پورا کر دیا گیا۔

(۳) محاوراتِ عرب کی رُو سے محمد کے یہ بھی معنے ہیں کہ کسی کام کو اپنی پوری قدرت کے مطابق انجام دیا جائے۔ عرب لوگ "حمدت بلاءہ" کا محاورہ اس وقت بولتے ہیں جب وہ اپنے نیزہ کو پوری قدرت اور طاقت سے شدید کر سکتے ہیں۔ پس اس مفہوم کے پیش نظر کہنا پڑے گا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد وہ مردِ کامل ہے جو بشراً سویّا کا مصداق اور احسنِ تقویم کا اعلیٰ ترین نمونہ تھا۔

(۴) حضرت امام زرقانی علیہ الرحمۃ نے محمدؐ کے یہ معنے بیان کئے ہیں :-

"والمحمد فی اللغۃ الذی یحمد حمدًا بعد حمدٍ الٰی مالانھایۃ لہٗ۔ فلا یقف حمدہ علٰی حدٍّ"

(زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۵۲)

کہ محمدؐ سے مراد وہ ذاتِ بابرکات ہے جس کی تعریف کے بعد تعریف ہوتی رہے اور کسی حدِّ کمال پر پہنچ کر بھی اس کی حمد کا غلغلہ مدھم نہ ہونے پائے۔

ائمہ لغت نے محمدؐ کے جو معانی بیان کئے ہیں ان سے یہ ظاہر ہے کہ حضور پرنور کے مبارک نام کے اندر معانی و معارف کے بے شمار گنج ہائے گراں مایہ پوشیدہ ہیں جن میں سے ہر ایک مسمّٰی کی خوبیاں اور کمالات کا مظہر ہے اور اس حقیقت کا علمبردار ہے کہ آپ کا فیض زندۂ جاوید فیض ہے جس کے صدقے میں آپ کا ذکرِ خیر ہمیشہ زندہ و تابندہ رہے گا۔ اور آپ کی حمد و ثنا کے ترانے ہمیشہ بلند سے بلند تر ہوتے رہیں گے۔

اسم محمدؐ کے ان معانی پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اصل میں اس نام کا حقیقی مصداق اور حق دار خدا تعالیٰ کا مقدس وجود ہے۔ کیونکہ کائناتِ عالم میں وہی ایک مقدس وجود ہے جو انسانی وہم و گمان کی دسترس سے

بالاتر ہے اور وہی ہے جس کی عظمت وبلندی ہمارے فہم وادراک سے بلند تر ہے۔ ہاں! وہی ہے جس کا تصور بھی ہمارے تنگ دماغ میں نہیں آسکتا۔ اور جس کی تعریف ہمیشہ ہوتی رہی ہے اور ہمیشہ ہوتی رہے گی۔ اور یہ اس کی کریمانہ عنایت اور محبانہ شفقت ہے کہ جب اس نے اپنے عاشق صادق حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی محبت میں فنا پایا تو اس کو بھی "خلعت محمدی" سے نوازدیا۔

(۳)

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ نے مقام جمع کے لحاظ سے کئی نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے رکھ دیئے ہیں جو اس کی صفتیں ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام **محمد** رکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نہایت ہی تعریف کیا گیا۔ سو یہ غایت درجہ کی تعریف حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی شان کے لائق ہے مگر ظلی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی ہے۔"

(بحوالہ محامد خاتم النبیین صفحہ ۱۱۲)

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں اس حقیقت نمایاں کو ہمارے سامنے رکھا ہے کہ اصل میں خداوند قدوس کی ذات بابرکات ہی **محمد** ہے ___ اور یہ ظاہر ہے کہ جب خدا تعالیٰ کی ذات بابرکات محمد ٹھہری تو اب اس کے لئے ایک **احمد** کی ضرورت تھی جو اس کی غایت درجہ تعریف کرتا۔ سو یہ وہ احمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہے جنہوں نے خدا تعالیٰ کی وہ وہ تعریف و توصیف بیان فرمائی۔ کہ کوئی انسان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"حمدہ روح النبی حمداً لا یبلغ فکر الی اسرارہ۔ ولا تدرک ناظرۃ حدود انوارہ۔ وبالغ فی الحمد حتی غاب وفنی فی اذکارہ......فلاجل ذالک ما سمّی احد منہم باسم احمد فانہ ما اثنی علی اللہ احد منہم کمحمد۔"

(نجم الہدیٰ۔ صفحہ ۱)

کہ "حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح نے اللہ تعالیٰ کی اس قدر زیادہ تعریف کی ہے کہ کوئی انسانی فکر اس کے اسرار کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی بشری آنکھ اس کے انوار کے حدود کو پا سکتی ہے اور حق یہ ہے کہ آپ نے خدا تعالیٰ کی تعریف کی حد ہی کردی ہے یہاں تک کہ آپ اپنی ذات سے کھوئے گئے اور خدا تعالیٰ کے بحر محبت میں فنا ہوگئے یہی وجہ ہے کہ آپ حضور پر نور کے سوا کسی اور نبی کو احمد کے نام سے نہیں پکارا

گیا۔ کیونکہ ان انبیاء میں سے کسی ایک نے
بھی آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح خدا
تعالیٰ کی تعریف نہیں کی۔"

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

"کذالک سمّاہ احمد۔ لما
اراد سبحانہ ان یجعلہ محب
ذاتہ و محب المؤمنین المسلمین"

(اعجاز المسیح صفحہ ۱۰۶)

کہ "جب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ
آپ کو اپنا اور مومن مسلمانوں کا محب
صادق بنائے تو آپ کا نام احمد رکھا"

پھر ایک اور جگہ لکھتے ہیں:۔

"احمد کا نام اپنے اندر عاشقانہ رنگ
رکھتا ہے کیونکہ تعریف کرنا عاشق کا
کام ہے وہ اپنے محبوب اور معشوق کی
تعریف کرتا ہے۔ اس لئے جیسے محمد
محبوبانہ شان اور کبریائی کو چاہتا ہے
اسی طرح احمد عاشقانہ شان میں غربت
اور انکساری کو چاہتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۷۸)

ظاہر ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک سرور کائنات، فخر موجودات" کو اس وقت احمد کے نام سے پکارا گیا تھا جب آپ خدا تعالیٰ کی محبت میں بالکل فنا ہو گئے تھے اور آپ نے خدا تعالیٰ کی اس قدر تعریف کی تھی جو کسی اور نے نہیں کی تھی ـــــ چنانچہ یہی وہ **مقام احمدیت** ہے جہاں پہنچ کر جب آپ خدا تعالیٰ کی محمدیت کے سمندر میں غرق ہو گئے تو ایک دنیا نے یہ عجیب نظارہ دیکھا کہ اب عاشق معشوق بن چکا تھا اور معشوق عاشق بن چکا تھا گویا کہ اب خدا تعالیٰ احمد تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محمد تھے۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"لا ریب ان نبینا سمی محمداً
لما اراد اللہ ان یجعلہ محبوباً
فی اعینہ و اعین الصالحین"

(اعجاز المسیح۔ صفحہ ۱۰۶)

کہ "جب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ
حضور پر نور کو اپنی اور صالحین کی نگاہ میں
محبوب بنادے تو آپ کا نام محمد رکھا"

(۴)

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور جگہ پر سید کائنات، فخر موجودات کی **شان محمدیت و احمدیت** کو عیاں کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"اسم محمد میں سرّ محبوبیت ہے کیونکہ
جامع محامد ہے اور کمال درجہ کی خوبصورتی
اور جامع المحامد ہونا۔ جلال اور کبریائی
کو چاہتا ہے لیکن اسم احمد میں سرّ عاشقیت
ہے کیونکہ حامدیت کو انکسار اور عشقی
تذلل اور فروتنی لازم ہے اس کا نام
جمالی حالت ہے اور یہ حالت فروتنی
کو چاہتی ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

میں شانِ محبوبیت بھی تھی جس کا اسم
محمد مقتضی ہے کیونکہ محمد ہونا جامع جمیع
محامد ہونا شانِ محبوبیت پیدا کرتا ہے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں شانِ
محبیت بھی تھی جس کا اسم احمد مقتضی
ہے کیونکہ حامد کے لئے محب ہونا ضروری
ہے۔ ہر ایک شخص کسی کی سچی اور کامل
تعریف تب ہی کرتا ہے جبکہ اس کا محب
بلکہ عاشق ہو اور عاشق اور محب ہونے
کے لئے فروتنی لازم ہے اور یہی جمالی
حالت ہے جو حقیقت احمدیہ کو لازم
پڑی ہوئی ہے۔"

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۶-۱۷)

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذکورہ بالا ارشادات سے یہ ثابت ہے کہ آپ کے نزدیک سیدِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت احمد بنے تھے۔ جب آپ خدا تعالیٰ کے عشق میں فنا ہو کر اس کی محمدیت کے سمندر میں غرق ہونے کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے۔ اس لئے یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ آپ کے نزدیک مقامِ احمد وہ انتہائی قرب و محبت الٰہی کا مقام ہے جس کے آگے محمدیت کا بیکراں سمندر موجیں مار رہا ہے جس میں جب احمد (عاشقِ الٰہی) اپنے آپ کو غرق کر دیتا ہے تو وہ خدائی صفات کا پیرہن زیبِ تن کر لیتا ہے۔ تب استعارے کے رنگ میں "احمد" سے "احد" بن کر خدا کا مظہرِ اتم اور خلیفۂ اعظم بنتا ہے اور محمد کہلاتا ہے کا حق دار بنتا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمالِ اتحاد
پیکرِ او شد سراسر پیکرِ ربِّ رحیم
بوئے محبوبِ حقیقی می دمد زاں روئے پاک
ذاتِ حقانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم"

(توضیح مرام صفحہ ۲۴)

یعنی "احمد کی شان کو بجز خداوند کریم کے کوئی نہیں جانتا۔ وہ خدا تعالیٰ کے عشق میں اپنے آپ سے اس طرح جدا ہوا کہ گویا (احمد کی) میم درمیان سے گر گئی (اور باقی احد رہ گیا)

ہاں وہ اپنے دلبر کی محبت میں ایسا محو ہوا کہ اس کا کوئی الگ وجود نہ رہا۔ بلکہ کمالِ اتحاد کی وجہ سے اس کا وجود ربِّ رحیم کا وجود بن گیا یہاں تک کہ اس کے پاک چہرے سے محبوبِ حقیقی کی خوشبو آنے لگی اور اس کی ربانی صفات مظہرِ ذاتِ قدیم دکھائی دینے لگی۔"

(۵)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ محبوبیت کا یہ وہ بلند و بالا مقام ہے جس کی وضاحت کرتے ہوئے

آپ کے کوئی خادم حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :—

"تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس میں ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑ کر اس کو افروختہ کر دیتا ہے اور اس کے تمام اجزاء اور رگ و ریشہ پر استیلا پکڑ کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اس کو بنا دیتا ہے اور اس حالت میں آتش محبت الٰہی قلبِ انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے بلکہ معاً اس چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اٹھتا ہے اور اس کی لوئیں اور شعلے اردگرد کو روز روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی اور پورے طور پر اور تمام صفات کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت جو ایک آتشی افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اس کو روح امین کے نام سے بولتے ہیں کیونکہ یہ ہر یک تاریکی سے امن بخشتی ہے اور ہر یک غبار سے خالی ہے اور اس کا نام شدید القویٰ بھی ہے کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں اور اسی کا نام ذوالافق الاعلیٰ بھی ہے کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے اور اس کو رأی ما رأی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے کیونکہ اس کی کیفیت کی اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس و گمان اور وہم سے باہر ہے اور یہ کیفیت دنیا میں صرف ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسانِ کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے اور دائرہ استعداداتِ بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے اور در حقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ حکمتِ الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس کے اعلیٰ درجہ کے نقطوں تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں **محمد** ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ یعنی کمالاتِ تامہ کا مظہر۔ سو جیسا کہ فطرت کی رو سے اس نبی ؐ کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر اعلیٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا اور اعلیٰ و ارفع مقام محبت کا ملا۔ یہ وہ مقام عالی ہے

کہ میں اور مسیح اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کا نام مقام جمع اور مقام وحدت تامّہ ہے۔"

(توضیح مرام صفحہ ۱۳ تا ۱۵)

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے اس ارشادِ گرامی سے یہ ثابت ہے کہ آپ کے نزدیک حضرت محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی وہ انسانِ کامل ہیں جن پر تمام سلسلہ انبیاء کا ختم ہو گیا ہے اور دائرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے اور آپ ہی حقیقت میں پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہیں جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے اور آپ کے اس مقام اعلیٰ کا نام ہی دوسرے لفظوں میں **محمّد** ہے (صلّے اللہ علیہ وسلّم) جس کے معنے ہیں نہایت تعریف کیا گیا۔ یعنی کمالاتِ تامہ کا مظہر۔ یہی وہ مقام اعلیٰ ہے جس کو مقام جمع اور مقام وحدت تامہ سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ اور یہی مقام **خاتمیت محمدیہ** ہے۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین!

الفرقان کا "نعت نبوی نمبر"

ماہ اکتوبر کا شمارہ اس مدح وثنائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے جو حضرت احمد قادیانی نے اپنے محبوب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے منظوم عربی۔ فارسی اور اردو کلام میں کی ہے۔ خاص نمبر ہوگا اس کی توسیع اشاعت کے لئے کمر ہمت باندھ لیں۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

ایک خاص التجا

مولانا حالی کے مسدس سے:

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دُعا ہے\
اُمّت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے\
فریاد ہے اے کشتیٔ اُمّت کے نگہبان\
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے\
اے چشمۂ رحمت بِأَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ\
دُنیا پہ ترا لُطف سدا عام رہا ہے\
کر حق سے دُعا اُمّتِ مرحوم کے حق میں\
خطروں میں بہت جس کا جہاز آکے گھرا ہے\
تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی\
ہاں ایک دُعا تیری کہ مقبولِ خدا ہے

(مسدس حالی طبع اوّل ۱۸۷۹ء)

مقامِ مسیح موعودؑ نتیجہ عشقِ رسولؐ ہے

(از جناب خان عیسیٰ جان صاحب ٹورنٹو ۔ کینیڈا)

عشق پر بہت سی ضخیم کتابیں آپ کو ملیں گی اور ان کے پڑھنے سے لطف بھی آتا ہے اور سرور بھی۔ مگر عشق کی لذّت، اس کی خاصیت اور حقیقت کو وہی زیادہ محسوس کرتے اور جانتے ہیں۔ جنہوں نے اس سمندر میں غوطہ لگایا ہو۔

شاعروں اور ادیبوں نے عشق کو آگ سے تشبیہ دی ہے جیسا کہ غالب مرحوم کا مشہور مصرعہ ہے ؏

عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالبؔ

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عشق اپنے اندر بالکل آگ کی سی خاصیت رکھتا ہے جس طرح آگ میں پڑ کر لوہا بھی آگ نظر آنے لگتا ہے۔ بعینہٖ عاشق جب معشوق کے عشق میں محو ہو جاتا ہے تو وہ اپنے وجود کو معشوق کا وجود سمجھنے لگتا ہے۔ چنانچہ کسی عشق کے متوالے نے کیا خوب کہا ہے: ؎

من تو شدم تو من شدی ۔ من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازاں ۔ من دیگرم تو دیگری

مولانا رومؒ نے اپنی مایۂ ناز منظوم کتاب مثنوی میں عشق کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے مجنوں کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے جو قارئین الفرقان کی دلچسپی کے لئے پیش ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجنوں کو خناق کا مرض لاحق ہو گیا۔ ان کے والدین نے فصّاد (خون نکالنے والا جرّاح) کو بلایا۔ جب فصّاد نشتر ہاتھ میں لے کر مجنوں کے بازو کو چھیدنے لگا تا اس سے گندہ خون نکالے تو مجنوں نے اسے روکتے ہوئے کہا: —

(۱) مزد خود بستان و ترکِ فصد کن
گر بمیرم گو بود جسمِ کہن

اے فصّاد! اپنے اوزار بستے میں باندھ کر فصد کا ارادہ چھوڑ دے۔ اگر میں مر گیا تو لوگوں کو کہہ دینا کہ پرانا جسم تھا سو مر گیا۔

(۲) گفت اے مجنوں چہ مے ترسی ازیں
چوں نمے ترسی تو از شیرِ عرین

فصّاد نے کہا۔ اے مجنوں تو اس نشتر سے ڈرنے لگا۔ تو وہ بہادر ہے کہ جنگل کے مست شیر سے بھی نہیں ڈرتا۔

(۳) گفت مجنوں من نمے ترسم ز نیش
صبرِ من از کوہِ سنگیں است بیش

مجنون نے جواب دیا کہ میں نشتر سے نہیں ڈرتا۔ میرا صبر پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری اور مضبوط ہے۔

(۴) لیک از لیلیٰ وجود من پُر است
این صدف پُر از صفات آں دُر است

لیکن میرا وجود لیلیٰ کے وجود سے بھرا ہوا ہے اور میں وہ صدف ہوں جس میں لیلیٰ کے اوصاف موتی کی طرح چمک رہے ہیں۔

(۵) ترسم اے فصّاد اگر فصدم کنی
نیش را ناگاہ بر لیلیٰ زنی

اے فصاد میں اس لئے ڈرتا ہوں کہ اگر تو نے نشتر لگایا تو یہ نشتر اچانک لیلیٰ کو لگ جائے گا۔

(۶) من کیم لیلیٰ و لیلیٰ کیست من
ما یکے جانیم اندر دو بدن

تو کیا جانتے ہیں کون ہوں؟ میں لیلیٰ ہوں اور لیلیٰ میں ہوں۔ ہم دونوں ایک جان ہیں جو دو جسموں میں ہیں

حاصل مطلب مذکورہ بالا تحریر کا یہ ہے کہ جب عشق مجازی کی یہ کیفیت ہے کہ وہ عاشق اور معشوق کی دوئی کو قطعی طور پر مٹا دیتا ہے تو عشق حقیقی یعنی اللہ اور اس کے رسول ؐ کے ساتھ عشق لگانا کیوں کر اس کیفیت کا حامل نہیں ہو سکتا؟

پس ہم دیکھتے ہیں امت مرحومہ کے بعض بزرگوں نے فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ؐ کا مقام پاکر **انا الحق** اور **انا محمد** (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلمہ منہ سے نکالا لیکن ان کی بدقسمتی قوم کے جاہل علماء نے ان پہ کفر کا فتویٰ لگایا اور بعض کو سولی پر چڑھا دیا۔ مگر آج انہی بزرگوں کی قبروں پر جا جا کر سجدہ کرتے ہیں اور اپنی مرادیں ان سے پوری کرنے کی دعائیں کرتے ہیں۔ العجب!

اس زمانہ میں بھی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے محبوب آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار ہو کر عشقیہ کلام فرمایا تو ظاہر بین علماء نے آپ پر پھبتیاں کسیں اور آپ پر طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کردی۔ اور اتہام باندھا کہ آپ نے اپنے تئیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر قرار دیا۔ حالانکہ یہ بات نہیں۔ حضور نے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیشوا اور امام قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:- ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

پس ایسا انسان اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کس طرح قرار دے سکتا ہے؟

مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ کو اپنے محبوب و مقصود پیشوا سے اس قدر والہانہ محبت اور عشق تھا کہ آپ بسا اوقات ان کے عشق میں محو ہو کر اپنے وجود کو کھو دیتے تھے اور سرور میں فرماتے ہیں:-

لیک من در عشق او هستم کناں
من ہمانم من ہمانم من ہماں
جان من از جان او یابد غذا
از گریبانم عیاں شد آں نگار
احمد اندر جان احمد شد پدید
اسم من گردید اسم آں وحید

ماخوذ

زرتشت اور اُن کی تعلیمات

پارسی مذہب کے بانی اور پیشوا زرتشت آٹھ سو سال قبل مسیح ایران میں پیدا ہوئے۔ ان کے سوانح اور سیرت کے بارے میں ٹھوس اور منضبط تفصیلات میسّر نہیں۔ ازمنۂ قدیم کی جلیل القدر شخصیتوں کی طرح ان کی شخصیت کے گرد بھی اساطیری روایات کا ہالہ بن گیا ہے۔ البتہ پارسیوں کے یہاں جو روایات مشہور ہیں۔ ان کے مطابق زرتشت بچپن ہی سے ذہانت و فطانت میں فرد تھے۔ دیوتاؤں اور فطرت کی مخفی طاقتوں پر انھیں قابو حاصل تھا۔ انہی طاقتوں کے سہارے جب چاہتے آسمان پر پہنچ کر آسمانی قوتوں سے کسب فیض حاصل کر لیا کرتے تھے۔ تیس برس کی عمر کو پہنچے تو پیغمبری کا دعویٰ کیا اور اپنی تعلیمات کی تبلیغ کا آغاز کیا۔ مدّتوں ریاضت اور مجاہدہ بھی کیا۔ ستّر برس کی عمر میں انھوں نے وفات پائی۔

زرتشتی مذہب ۵۵ برس قبل مسیح ایران میں پھیل چکا تھا اور اسے سرکاری مذہب کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ ساتویں صدی عیسوی میں مسلمان ایران پہنچے تو زرتشت کے پیروکاروں نے ترکِ وطن شروع کیا اور ایک بڑی تعداد نے برصغیر کا رُخ کیا اور یہیں آباد ہو گئے۔ اس وقت پاکستان میں زرتشت کو ماننے والوں کی (جو پارسی کہلاتے ہیں) تعداد ساڑھے چھ ہزار ہے۔ ان میں سے غالب اکثریت (چھ ہزار کے لگ بھگ) کراچی میں آباد ہے۔ شرتے کے باقی ماندہ افراد لاہور، ملتان، پشاور، راولپنڈی اور کوئٹہ میں آباد ہیں۔ زرتشتی یا (پارسی) مذہب کی اساس دو متخالف اور متضاد قوتوں کی آویزش پر رکھی گئی ہے ایک نیکی کی قوت ہے جو "آہورامزوا" کہلاتی ہے اور دوسری بدی کی قوت ہے جسے "انگرامینیا" کہتے ہیں۔

پارسیوں کے عقیدے کے مطابق نیکی اور بدی کی ان قوتوں کی آویزش اور کشمکش اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ نیکی کی قوت کو بدی کے خلاف برسرِ پیکار رہنے کا آفاقی حکم موجود ہے۔ انھیں یقین ہے کہ نیکی کی قوت ہی غالب ہو گی اور بدی معدوم ہو جائیگی پارسی عقیدۃً آتش پرست ہیں۔ وہ آتش پرستی کو بدی سے محفوظ رہنے کا وسیلہ جانتے ہیں۔ ان کے عقیدے کے مطابق ہر آدمی اپنے اعمال میں خود مختار ہے۔ اپنے ضمیر اور روح کا مالک اور ایک روحانی قوت کا مظہر ہے۔ یہی سبب ہے کہ پارسی مذہب میں نیکی کے کاموں اور روحانی طمانیت کا ذریعہ بننے والے افعال کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ خیرات، دوسروں کی مدد، جانداروں سے اچھے سلوک اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کی پاسداری ان کے مذہبی فرائض میں شامل ہے۔ پارسیوں

کے عقیدے کے مطابق روحانی قوت جو "فرادشی" کہلاتی ہے اس کا اصل سرچشمہ درحقیقت انسان کا اپنا کردار ہے۔ انسان نیکی اور بدی میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا مجاز ہے۔

اس لئے وہ کسی فعل کی جزا و سزا سے بچ نہیں سکتا موت کے متعلق پارسیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص مرتا ہے تو اس کی روح جسد خاکی کے گرد تین دن تک منڈلاتی رہتی ہے۔ چوتھے روز "سروشا" روح کو عالم بالا میں لے جاتی ہے۔ اس موقع پر مرنے والے کے عزیز و اقارب آگ جلاتے ہیں۔ یہ شعلہ بدیوں کو دور بھگا دیتا ہے۔ جب روح زمین اور آسمان کے درمیان پہنچتی ہے تو مغرا اور رشنو روح کے اچھے بُرے کاموں کا جائزہ لیتے ہیں۔ برے کاموں کی سزا ختم ہونے کے بعد اس روح کو آسمانوں میں داخل ہونے کی اجازت ملتی ہے روح اگر آسمانوں میں جانے کی مستحق ہو تو زمین اور آسمان کے درمیان کا پُل کشادہ ہو جاتا ہے۔ اگر وہ مستحق نہ ہو تو پل سکڑ کر بال سے بھی باریک ہو جاتا ہے۔ روح اس پل سے گزرنے کی کوشش میں تاریک غاروں میں گر جاتی ہے جو ارواح پل پر سے گزر جاتی ہیں اُن کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ وہ ابدی روشنی میں چلی گئی ہیں۔ زرتشت نے آخری زمانہ کے ایک ایسے دور کا ذکر کیا ہے جس سے پہلے تین ہزار برس تک بدی کا غلبہ رہے گا۔ بالآخر نیکی کی قوت غالب ہو جائیگی نیکی کا دیوتا بدی کے دیوتا کو قتل کر دے گا۔ اور ایک کنواری کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا۔ جس کے پیدا ہوتے ہی مُردے زندہ ہو جائیں گے۔ فاسق اور بدکار سزا پائیں گے "مزدا" اور "شو نشر" اہرمن پر غلبہ پالیں گے اور زندگی مسرتوں اور نعمتوں سے معمور ہو جائے گی۔

(روزنامہ امروز لاہور - ۵ ستمبر ۱۹۷۵ء)

ریت کی دیوار

حال مودودی کا نورانی سے پوچھ
یہ کرشمہ ہے خدا کی مار کا
مرگیا چُپکے سے جمہوری محاذ
کیا بھروسا ریت کی دیوار کا

—— اصغر سلیم

(امروز لاہور ۵ ستمبر ۱۹۷۵ء)

قواعد و ضوابط

- ماہنامہ الفرقان کا سالانہ چندہ پاکستان کے لئے دس روپے مقرر ہے جو پیشگی مینجر الفرقان کے نام آنا چاہیئے۔
- رسالہ بالعموم ۲۰ تاریخ کو پوسٹ کیا جاتا ہے۔ تاریخ اشاعت سے ۲۰ روز تک نہ پہنچے تو اپنے ڈاکخانہ سے دریافت کر کے دفتر کو لکھیں۔ رسالہ دوبارہ بھیجا جائے گا۔
- جوابی امور کے لئے لفافہ یا کارڈ آنا ضروری ہے۔
- جو خریدار تبدیلی پتہ کی اطلاع بروقت نہ دیں گے انہیں اگر پچھلے پتہ پر رسالہ نہ ملے تو دوبارہ بھجوانا طلب فرما سکتے ہیں۔ (مینجر الفرقان ربوہ)

"بچھڑے بھائی" بقیہ صفحہ ۳۲

(۳) "مَیں نے یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہے میرے پر ظاہر ہوا اور اُسی نے اس آخری زمانہ کے لئے مجھے مسیح موعود کیا اور اُس نے مجھے بتلایا کہ سچ یہی ہے کہ یسوع ابن مریم نہ خدا ہے نہ خدا کا بیٹا ہے اور اُسی نے میرے ساتھ ہمکلام ہو کر مجھے یہ بتلایا کہ وہ نبی جس نے قرآن پیش کیا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا وہ سچا نبی ہے اور وہی ہے جس کے قدموں کے نیچے نجات ہے اور بجز اُس کی متابعت کے ہرگز ہرگز کسی کو کوئی نور حاصل نہیں ہوگا اور جب میرے خدا نے اس نبی کی وقعت اور قدر اور عظمت میرے پر ظاہر کی تو میں کانپ اُٹھا اور میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا کیونکہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ مسیحؑ کی تعریف میں لوگ حد سے بڑھ گئے یہاں تک کہ اُن کو خدا بنا دیا۔ اسی طرح اس مقدس نبی کا لوگوں نے قدر شناخت نہیں کیا۔ جیسا کہ حق شناخت کرنے کا تھا اور جیسا کہ چاہیئے لوگوں کو اب تک اس کی عظمتیں معلوم نہیں۔ وہی ایک نبی ہے جس نے توحید کا تخم لیسے طور پر بویا جو آج تک ضائع نہیں ہوا...."

(حقیقۃ الوحی۔ دعوت الحق صفحہ ۶)

(۴) "......اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پا سکتا......"

(تجلیاتِ الٰہیہ۔ صفحہ ۱۲-۱۳)

مکرمی! آپ نے اپنے خط میں ہمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے دلبستگی کی تلقین کی ہے۔ سو عرض ہے کہ ہم سب احمدی بفضلہٖ تعالیٰ جیسا کہ اوپر کی عبارات میں بیان ہو چکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے عشق و محبت رکھتے ہیں اور حضورؐ کے غلام اور خادم ہیں اور انشاء اللہ آخری سانس تک ہماری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت اور عقیدت قائم رہے گی۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے:-

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم　　گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

لہٰذا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کو دوبارہ پڑھیں اور خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کو خود صراطِ مستقیم دکھلا دیوے کیونکہ وہ فرماتا ہے:-

"وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ" (النحل: ۱۰)

ترجمہ: اور تمہیں دین کی سیدھی راہ کا بتانا بھی اللہ تعالیٰ کے ہی ذمہ ہے اور اس کی ضرورت اس لئے ہے کہ اُن یعنی دین کے راستوں میں سے بعض ٹیڑھے ہوتے ہیں لیکن اگر وہ اللہ اپنی ہی مشیت نافذ کرتا تو تم سب کو ہدایت ہی دیتا۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ!

ماخوذ

شیخ الاسلام قسطنطنیہ کا ایک تاریخی خط

ہنوور (HANOVER) جرمنی کا ایک مشہور شہر ہے۔ جو دوسری عالمگیر جنگِ عظیم کے بعد برطانوی زون میں آگیا تھا۔ مسٹر شومان اسی شہر کے ایک باشندہ تھے جنہوں نے ۱۸۸۸ء میں یعنی سلسلہ احمدیہ کے قیام سے ایک سال پیشتر شیخ الاسلام قسطنطنیہ سے خط و کتابت کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔

اس سلسلہ میں شیخ الاسلام قسطنطنیہ نے مسٹر شومان کے نام جو تبلیغی خط لکھا وہ اول ترکی کے اخباروں میں چھپا اور پھر اس کا فرانسیسی اور انگریزی زبان میں ترجمہ ہوا اخبار انڈیپنڈنٹ (نیویارک) کی ۹ فروری ۱۸۸۸ء کی اشاعت کے ذریعے سے امریکی نئی دنیا اس کے مضمون سے متعارف ہوئی۔

نامور مستشرق پروفیسر سر تھامس آرنلڈ نے اپنی کتاب دعوتِ اسلام (Preaching of Islam) کے ضمیمہ چہارم میں اخبار انڈی پنڈنٹ کے حوالہ سے اس خط کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اور اس کی خصوصیت اور اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:۔

"اس میں اسلام کے بہت بڑے پیشوائے مذہب کے قلم سے اسلام کے اصول اس طرح بیان ہوئے ہیں کہ عیسائیوں کے دلوں پر نہایت عمدہ اثر پہنچی تھی۔ اس لئے یہ خط دعوتِ اسلام کی تاریخ میں بہت وقعت رکھتا ہے۔"

قارئین "الفضل" کی دلچسپی اور افاضۂ معلومات کے لئے اس تاریخی مکتوب کے ابتدائی حصے کا ترجمہ مولانا ذکاء اللہ خان (مصنف تاریخ ہندوستان) کے فرزند اور برصغیر کے مایۂ ناز مترجم مولانا عنایت اللہ صاحب دہلوی کے قلم سے درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

"جنابِ من! آپ کا خط جس میں آپ نے اسلام قبول کرنے کی درخواست کی ہے پہنچا اور ہم کو بہت مسرت ہوئی۔ جو خیالات آپ نے اس خط میں ظاہر کئے ہیں وہ ہماری رائے میں بہت تعریف کے قابل ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم آپ کو اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ آپ کا مسلمان ہونا ہماری مرضی پر موقوف نہیں ہے کیونکہ اسلام میں خدا اور خدا کے بندوں کے درمیان مثل پادریوں کے کوئی ثالث نہیں ہے۔ ہمارا فرض فقط یہ ہے کہ مذہب

کے حقائق لوگوں کو سکھائیں۔ پس اسلام قبول کرنے کے لئے اسلام میں کسی باضابطہ مذہبی کارروائی کی ضرورت نہیں ہے اور نہ کسی کی منظوری کی ضرورت ہے کہ بغیر اس کے کوئی شخص مسلمان نہ ہو سکے۔ وفقط یہ بات کافی ہے کہ انسان اسلام کا یقین کر لے اور اپنے یقین کا اعلان کرے۔

فی الحقیقت اسلام کی بنیاد یہ ہے کہ خدا کو ایک ماننے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین کرے یعنی دل سے اس پر یقین رکھے اور الفاظ میں اس کا اقرار کرے جیسے کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے الفاظ ہیں۔ جو شخص اس کلمہ کا اقرار کرتا ہے وہ مسلمان ہو جاتا ہے بغیر اس کے کہ وہ کسی کی منظوری حاصل کرے۔ اگر آپ جیسا کہ آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے اس کلمہ کا اقرار کرتے ہیں۔ یعنی آپ اقرار کرتے ہیں کہ صرف ایک خدا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ تو آپ مسلمان ہیں اور ہماری منظوری کی آپ کو کچھ ضرورت نہیں۔ ہم آپ کو اپنی طرف سے نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ مبارکباد دیتے ہیں کہ خدا کی رحمت آپ پر نازل ہوئی اور ہم اس دنیا میں اور آخرت میں گواہی دیں گے کہ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ مسلمان سب آپس میں بھائی ہوتے ہیں۔"

(دعوت اسلام صفحہ ۴۲۵۔ طبع دوم ۱۹۲۹ء مصنفہ سر تھامس آرنلڈ۔ ترجمہ از محمد عنایت اللہ دہلوی۔ ناشر: مسعود پبلشنگ ہاؤس بلاسس سٹریٹ کراچی)

(الفضل ۔ ۲۵ (اخاء) اکتوبر ۴۳ء)

(مرسلہ: محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

چوہدری ظفر اللہ خاں کی خدمات کا اعتراف

"ظفر اللہ خاں وہ شخصیت ہے جس نے عرب ممالک کی ترجمانی کرنے میں اپنا انتہائی زور صرف کر دیا۔ اس کا نام عربوں کی تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آب زر سے لکھا جاتا رہے گا۔ آپ کی ضمیر ایمان سے بھرپور ہے۔ آپ کی گفتار حجت و دلیل کی حامل ہے۔ آپ کے پیش نظر تمام انسانیت کی سچی اور بے لوث بھلائی رہتی ہے صرف ملک پاکستان ہی کی بھلائی نہیں۔ مشرق و مغرب کے کسی خاص ملک کی بھلائی نہیں بلکہ اس دنیا کے ہر ملک کی بھلائی۔ اس دنیا میں اس (شخص) جیسی ضمیر والا انسان ملنا ناممکن ہے جو ہر قوم اور ہر ملک کے لئے سلامتی اور امن کا خواہاں ہے۔ آج جبکہ ہم عزت مآب محمد ظفر اللہ خاں کا خیر مقدم کر رہے ہیں تو ہم ایمان، عقیدہ اور انسانیت رکھنے والے ایک ایسے شخص کا خیر مقدم کر رہے ہیں جو دنیا کے لئے ایک مثالی اور پاک و صاف تمدن و معاشرت کا خواہاں ہے جو بھائی چارے کی ایک ایسی فضا کا خواہشمند ہے جس میں حیات انسانی کو خوب اچھی طرح پھلنے پھولنے کا موقع مل سکے اور کسی انسان کے حقوق پر اس کا کوئی بھلا بُرا چھاپہ نہ مار سکے۔"

(جریدہ "الایام" دمشق ۔ ۲۴ فروری ۵۲ء)

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

تحریکِ جدید (ربوہ)

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں

اور

غیر از جماعت دوستوں کو بھی پڑھائیں

سالانہ چندہ: پانچ روپے

مینیجنگ ایڈیٹر

روزنامہ

الفضل ربوہ

ہمارا، آپ کا۔ سب کا اخبار

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات، علماء سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ممالک میں جماعت کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی وسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے۔

(منیجر الفضل ربوہ)

سرزمینِ قادیان کا

اولین دواخانہ

جسے ۱۹۱۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے قائم فرمایا

قدیمی — اولین — شہرہ آفاق

حبِ اطہر اسپارہ

مکمل کورس: تیس روپے

دوائی خاص: زنانہ امراض کا واحد علاج۔ دوائی کی قیمت: دس ۱۰/- روپے

نو جامِ عشق: طاقت کی لاثانی دوا۔ قیمت ۲۰ گولی۔ پچیس ۲۵/- روپے

حب مفید النساء: سیلان الرحم کا بہترین علاج۔ دس ۱۰/- روپے

حب مسان: سوزاک کی مجرب دوا۔ قیمت: پانچ ۵/- روپے

معین الصحت: تلی بڑھنا۔ خرابی جگر اور یرقان کا علاج: قیمت۔ دس ۱۰/- روپے

— ہمارا اصول: —

• صاف ستھرے اجزا • دیانت دارانہ دواسازی • عمدہ پیکنگ • غریبانہ قیمت • مخلصانہ مشورہ • اور

اسی اصول کے تحت ۱۹۱۱ء سے آپ کی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں!

حکیم نظام جان اینڈ سنز

چوک گھنٹہ گھر
گوجرانوالہ

بالمقابل ایوانِ محمود
ربوہ

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کیلئے

الائیڈ سائینٹفک سٹور

گنپت روڈ لاہور

کو یاد رکھیں!

فون نمبر

۶۴۵۰۰

الفردوس

انارکلی میں لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی دکان ہے:

الفردوس

۸۵- انارکلی ○ لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نورکاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی خوبصورتی کے لئے نہایت مفید

خارش، پانی بہنا، ناخونہ، پھنسی، ضعف بصارت وغیرہ امراض کیلئے نہایت مفید ہے عرصہ ساٹھ سال سے استعمال ہو رہا ہے۔ خشک و تر فی شیشی: سوا روپیہ۔

تریاقِ اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہترین تجویز جو نہایت اعلیٰ اور عمدہ اجزا کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے اٹھرا بچوں کا مردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد جلد مرجانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا۔ یا لاغر ہونا۔ ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔ قیمت: پندرہ روپے

خورشید
یونانی دواخانہ

گولبازار ربوہ ○ فون نمبر ۵۳۸

Monthly **AL-FURQAN** Rabwah

SEPTEMBER 1975 — REGD. No. L 5708

ماہنامہ "الفرقان" اور احباب کا فرض

● حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ارشاد :-

"میرے نزدیک الفرقان جیسا علمی رسالہ کم از کم پانچ ہزار بلکہ ایک لاکھ تک چھپنا چاہیئے اور اس کی

بہت وسیع اشاعت ہونی چاہیئے۔" ([illegible])

● حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"رسالہ الفرقان بہت عمدہ اور قابل قدر رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے

زیادہ وسیع ہو کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں [illegible] عمدہ طریق پر [illegible]

[illegible] خوش [illegible]

[illegible] حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی [illegible]

[illegible] آرزو [illegible] اشاعت ایک لاکھ ہو [illegible]

[illegible] مخیر مستطیع احمدی احباب کو [illegible] خود خریدنا چاہیئے

بلکہ اپنی طرف سے [illegible] اور سچائی کی تڑپ رکھنے والے غیر احمدی اور غیر مسلم احباب کے نام بھی جاری

کرانا چاہیئے تا اس رسالہ [illegible]

[illegible] دنیا کو اپنے نور سے منور کرے۔ خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ [illegible]"

([illegible])

منیجر الفرقان ربوہ